لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۹ — کلکتہ : چہار شنبہ ۵ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, November 5, 1913.

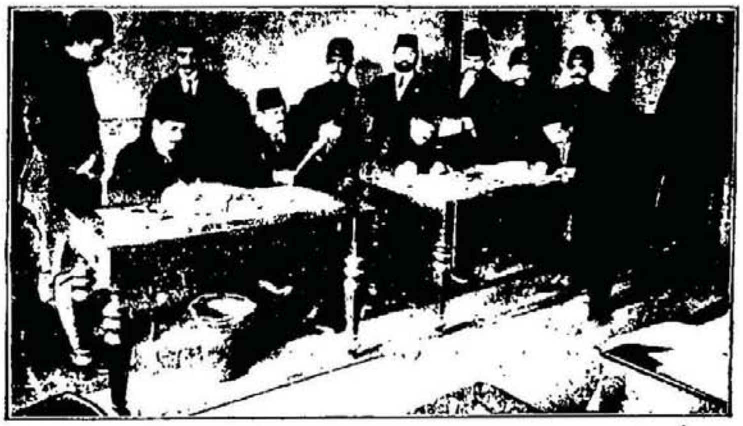

لاتھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ۱۹ | کلکتہ : چہار شنبہ ٥ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, November 5, 1913.

فہرس

شذرات

گم شدہ امن کي واپسي ۱

افکار و حوادث ۴

مقالۂ افتتاحیہ

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ ٥

مصالحۂ مسئلہ اسلامیۂ کانپور ۹

مرحوم سلطان فیصل ' امیر عمان ۱۳

انتقاد

مسئلۂ خطبات جمعہ و عیدین ۱۴

مطبوعات جدیدہ

شئون عثمانیہ

عالم اسلامي

شروط صلح دولت علیہ و بلغاریا ۱۷

برید فرنگ

دولت علیہ کا مستقبل ۱۸

مراسلات

عید کي خوشي ۱۹

اعانۂ مسجد کانپور کا ایک عمدہ مصرف ۲۰

لکھنو میں جلسہ ۱٦

فیصلہ مسجد کانپور ۱۸

مجلس دفاع مطابع و جرائد ہند .

تصاویر

مجلس دفاع ملي قسطنطنیہ کا اجلاس (لوح)

مرحوم امیر فیصل سابق والي عمان ۱۳

شذرات

گم شدہ امن کي واپسي

(۳)

مجلس دفاع مسجد کانپور

اجتماع ٹون ہال کلکتہ - ۱۹ - اکتوبر

اسکے بعد مولانا سید سلیمان صاحب دسنوي نے تیسرا رزولیوشن پیش کیا :

" جو ڈیپوٹیشن ۱۴ - اکتوبر کو کانپور میں حضور ویسراے کي خدمت میں مسلمانان کانپور کي جانب سے پیش ہوا تھا ' یہ جلسہ نہایت افسوس اور کمال تاسف کے ساتھہ اُس کي اس کارروائي کو دیکھتا ہے کہ اپنے ایڈریس میں اُن سفاکانہ مظالم کا کچھہ ذکر نہیں کیا ' جو ۳ - اگست کو مقامي حکام اور پولیس نے ایک بے ضرر اور غیر مسلح جماعت پر کیے تھے "

اس تجویز کو پیش کرتے ہوے محرک نے تفصیل کے ساتھہ تجویز کے مقصد کي تشریح کي ' جس کا خلاصہ میں اپنے لفظوں میں لکھتا ہوں :

" حضرات ! حضور ویسراے نے کانپور میں بار بار اس موثر خواہش کو دھرایا ہے کہ مسلمان گذشتہ واقعات بھلا دیں - ہم اس امن فرمایانہ اور صلح جویانہ خواہش کي پوري قدر و قیمت محسوس کرتے ہیں ' تاہم حضور ویسراے کي نظر سے یہ بات مخفي نہوگي کہ دنیا میں دنیا کا ہر واقعہ جلد سے جلد بھلا دیا جا سکتا ہے ' لیکن " خون " کے دھبے جلد محو نہیں ہوتے -

هم مسجد کانپور کي تاريخ کے هر واقعه کو بهلانے کي کوشش کرينگے ليکن شايد ۱۴ - اگست کو جلد بهول جانے ميں تعميل حکم سے مجبور هوں - يه همارى طاقت سے باهر هے که هم معصوم بچوں کي چيخوں ' اور بے دست و پا مظلوموں کي آخري فريادوں کو بهلا سکيں -

ليکن اے حضرات ! يه امن جويانه خواهش حضور ويسراے کيليے ضرور موزوں تهي جو پيام صلح ليکر آئے تهے' مگر هندوستان کا هر مسلمان اس واقعه پر اپنے نفرت ميز تعجب کو ظاهر کيے بغير نهيں رهسکتا که جو ايڈريس کانپور کے وفد نے حضور ويسراے کي خدمت ميں پيش کيا ' اسميں بهي اُس نا قابل فراموش واقعه کو بهلا نے کي کوشش کي گئي تهي - حالانکه هم " بهولنے " کي تعليم لارڈ هارڈنگ سے لے سکتے هيں مگر کانپور کے چند افراد اور متوليان مسجد سے لينے کيليے طيار نهيں -

حضرات ! يه وفد واقعات کا خاتمة الباب تها اور اسليے پيش هوا تها که حضور ويسراے سے انصاف حاصل کرے - پس اگر اُسکو ۳ - اگست کے بعض قانون شکنانه افعال پر اظهار نفرت کرنا آتا تها ' تو اس سفا کانه خوں ريزي اور ظالمانه استعمال قوت اسلحه کے متعلق بهي اسکي زبان نے کيوں ياري نه دي ' اور کيوں اُس چيز کو اُس نے ياد رکها ' جس کو بصورت ثبوت دنيا بهلا ديسکتي هے ' اور اُس چيز کو بهول گيا ' جس کو خدا بهي کبهي نهيں بهلائيگا ؟

حضرات ! هم نے اس معاملے ميں سب کچهه ديکها - هم نے اپنے مقدس خانهٔ الهي کي بے حرمتي ديکهي ' هم نے اسکے صحن کے اندر اپنے بهائيوں کي لاشوں کو ديکها ' هم نے زخمي بچوں کو تڑپتے اور جانکني ميں ايڑياں رگڑتے ديکها - هم نے وه تمام سختياں جهيليں ' جو کانپور سے باهر بهي همارے ساتهه لي گئيں - اخبارات سے ضمانتيں لي گئيں ' پريسوں کو بند کيا گيا - رسائل ضبط کيے گئے -

ان تمام حوادث ظلم و جبر کے بعد بهي هم طيار هوے که اگر هم کو امن وصلح کا پيام ديا جاے' اور انصاف و راستي کي ايک نظر بهي ميسر آجاے ' تو تمام معاملے کو ختم کرديں' اور صلح کے علم کو جنگ کے هتياروں پر ترجيح ديں - پهر کيا ايسي حالت ميں ' جبکه سب کچهه کهو دينے کے بعد انصاف کي عدالت ميں پورا پورا همارا حق بهي نهيں ملتا ' هم اسکا بهي حق نهيں رکهتے تهے که ايک لمحه کيليے ظلم و خونريزي کي زباني شکايت کرکے ' اپنے زخمي دلوں کو تسکين ديسکيں ؟

اگر صلح کے موقعه پر گذشته کي ياد بهتر نه تهي ' اور واقعي ماضي کو بهلا هي دينا چاهيے ' تو پهر ڈيپوٹيشن کو کيا حق حاصل تها که اُس نے اُن واقعات پر اظهار نفرت کيا ' جنکا اشاره مشکوک ' جنکے الفاظ مبهم' اور جنکي نسبت اس وقت تک عدالت کا کوئي فيصله موجود نهيں ؟

يه صرف کانپور کا مقامي مسئله نه تها ' يه ايک عام اسلامي مسئله اور تمام مسلمانان عالم کے حق ديني و ملي کا سوال تها - اسليے کانپور کا وفد يقيناً مسلمانوں کے سامنے جوابدهي کي پوري ذمه داري رکهتا هے "

ديگر متعدد اصحاب نے اسکي تائيد ميں تقريريں کيں اور بالا-تفاق پاس هوا -

(قانون حفظ عمارات دنييه)

اسکے بعد چوتها رزوليوشن پيش هوا :

" يه جلسه نظر به حالات گذشته' اسکي سخت ضرورت ديکهتا هے که آئنده عمارات دينيه اور اوقاف خيريه کي حفاظت کيليے ايک مستقل اور علحده قانون نافذ کيا جاے - کيونکه تازه حالات نے ثابت کر ديا هے که موجوده قوانين و اعلانات کے ابهام و تاويل سے هر وقت معابد دينيه کي حفاظت خطرے ميں هے "

(ايڈيٹر الهلال) نے اس تجويز کو پيش کيا اور پيش کرتے هوے مصالحهٔ کانپور کي نسبت دوسري تقرير کي - يه تقرير پهلي تقرير سے زياده مبسوط اور مفصل تهي - مضمون کے آخر ميں درج کي جائيگي -

(جرائد و مطابع اسلاميه)

پانچويں تجويز جرائد اسلاميه کي ضمانت کے متعلق تهي :

" يه جلسه هز ايکسلنسي کي اس موثر خواهش کو پيش نظر رکهتے هوے که " گذشته واقعات بهلا ديے جائيں " گذشته کے بهلا نے کيليے ضروري سمجهتا هے که جن اسلامي جرائد و مطابع سے محض اس بنا پر ضما نتيں طلب کي گئيں که انهوں نے مسئلهٔ مسجد کانپور کي نسبت مسلمانوں کے حقيقي جذبات و خيالات کي ترجماني کي تهي ' انکي ضما نتيں واپس کر دي جائيں ' ورنه يه واقعه من جمله اُن نا قابل فراموش ياد گاروں کے هوگا ' جو هميشه حادثهٔ کانپور کو تازه کرتي رهيں گي "

(ايک غلط فهمي)

اس موقعه پر يه ظاهر کر دينا ضروري هے که بعض اصحاب کو اس تجويز کي نسبت چند غلط فهمياں پيدا هوگئي هيں - انکا خيال هے که اس تذکره کو مسئله کانپور کے ضمن ميں ظاهر کرنا ضروري نهيں - يه پريس ايکٹ کا نتيجه هے اور اُسي حيثيت سے اسکا مطالبه بهي کرنا چاهيے -

ليکن شايد وه بهول گئے که اگر يه خلط مبحث کي غلطي هے' تو اسکي ابتدا خود گورنمنٹ هي نے کي هے- پس کچهه هرج نهيں اگر غلطي کا مقابله غلطي هي سے کيا جاے - کيا خود پريس ايکٹ کا استعمال مسجد کانپور هي کے ضمن ميں نهيں کيا گيا ؟ اور کيا يه واقعه نهيں هے که زميندار لاهور سے صرف انهي مضامين کي بنا پر دس هزار کي ضمانت طلب کي گئي ' جو مسجد کانپور کے متعلق شائع هوے تهے ؟

جسقدر ضمانتيں لي گئي هيں ' انکے سرکاري اعلانات کو گزٹ ميں تلاش کيجيے - هر ضمانت کے ساتهه جو سبب بيان کيا گيا هے وه کسي نه کسي حيثيت سے مسجد کانپور هي کے متعلق هے - پهر کونسي وجه هے که اس واقعه کو بهي منجمله اُن شدائد کے نه قرار ديا جاے ' جو مسئله کانپور کي بدولت عمل ميں آے ' اور کيوں نه اسي معامله کے ذيل ميں اُسکا مطالبه بهي کيا جاے ؟

علی الخصوص " زميندار " سے دس هزار روپيه کي ضمانت لينا ' ايک ايسا اهم واقعه هے ' جس کو کبهي بهي بهولنا نهيں چاهيے - يه قانون کے احترام کا علانيه خون هے ' اور ايک آييني گورنمنٹ کے ليے ناقابل تاويل استبداد

(مجلس حفظ و دفاع عمارات دينيه و خيريه)

چهٹا رزوليوشن ايک نهايت هي اهم اور اقدم ترين تجويز تهي- در اصل موجوده حالات کا اصلي علاج اسي ميں پوشيده هے ' بشرطيکه ارادے کے ساتهه عمل کي بهي توفيق رفيق کار هو-

همارى غفلت پيشگيوں کا عالم ' حال يه هے که هميشه خواب و سرشاري ميں ايک جسم بے روح اور ايک نعش سرد کي طرح

بیاکن و جامد پڑے رہتے ہیں - نہ زبان حرکت کرتی ہے اور نہ دماغ کام کرتا ہے - لیکن جب اپنی ہی غفلتوں اور اپنی ہی ضلالت کاریوں کے نتائج کسی مہیب و مہلک صورت میں ظہور کرتے ہیں ' تو اُس وقت شور مچاتے ہیں اور آہ و فغاں کرتے ہیں - مگر جب صداؤ حرکت کا دور ختم ' اور سفر ہمت کسی منزل نا تمام تک پہنچ جاتا ہے ' تو پھر :

مست خسپند بغفلت کہ تا سال دگر !

عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کا مسئلہ برسوں سے فغاں سنج اعانت ہے - کوئی سال ایسا نہیں جاتا کہ کوئی نہ کوئی درد انگیز واقعہ اسکی فریادوں کو ہمارے غفلت پیشہ کانوں تک نہ پہنچاتا ہو ' لیکن اب تک کوئی انجمن ' کوئی با قاعدہ جماعت ' کوئی مستقل فنڈ ' ایسا قائم نہوا جو سرزمین ہند میں اسلام کے احترام اور اسکے پیروؤں کے کروڑہا روپیے کی موقوفہ املاک کے حفظ و دفاع کے کام کو دائمی طور پر اپنے ہاتھوں میں لے لے -

کاش اگر کانپور کے واقعہ سے یہی ایک نتیجہ ہمیں حاصل ہو جائے کہ عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کے تحفظ کا با قاعدہ کام شروع کر دیں ' تو سمجھیں کہ جو خون ۳ - اگست کو ہمارا بہا تھا ' اور نہیں تو کم از کم اسکے معارضے میں ہمیں یہی سبق عبرت و وسیلۂ عمل ہاتھ آ گیا !

مجلس " دفاع مسجد مقدس کانپور " کلکتہ نے قائم ہو کر الحمد للہ کہ اپنے فرائض سے غفلت نہ کی - مقامی تحریک جس قوت و وسعت سے جاری کی گئی ' وہ ہماری انجمنوں کیلیے ایک عمدہ مثال ہے - باہر کا کام بھی پوری توجہ سے شروع کیا گیا تھا ' ابتدائی اعلان شائع ہوگیا تھا - خاص مقامات میں شاخیں قائم ہو رہی تھیں - دورہ کیلیے خود صدر مجلس اور سکریٹری آمادہ تھے ' مگر اسی اثنا میں واقعات متغیر ہوگئے -

تاہم کام باقی ' اور فی الحقیقت اصلی کام تو بالکل ہی باقی ہے ' اسلیے ۱۴ - اکتوبر کے بعد انجمن کو اپنا کام ملتوی کر دینے کی جگہ ' ضرورت تھی کہ زیادہ وسیع و دائمی صورت میں جد و جہد شروع کی جاتی

اس تجویز کے الفاظ یہ تھے :

" یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ " انجمن دفاع مسجد کانپور " کلکتہ کو آیندہ " حفظ و دفاع عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ " کے نام سے بدستور قائم رکھا جاے - اور وہ زیادہ وسیع و دائمی صورت میں اپنا کام جاری رکھے "

(شکریۂ معاونین کرام)

آخری تجویز مرزا احمد علی صاحب نے پیش کی :

" یہ جلسہ اُن تمام بیرسٹرز ' وکلا ' مجالس ' اور جرائد اسلامیہ کا نہایت خلوص و احترام سے شکریہ ادا کرتا ہے ' جنھوں نے مسئلہ " مسجد کانپور " کی نسبت یادگار خدمات انجام دیں ' اور جو فی الحقیقت قوم کی دینی و ملی خدمات کا ایک پر فخر کارنامہ ہے - علی الخصوص مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا بانکی پور کا ' جنھوں نے اس حادثے میں اپنے عدیم النظیر ایثار نفس اور جوش حق پرستی کا نا قابل فراموش ثبوت دیا ' اور نیز سید فضل الرحمن صاحب وکیل کانپور کا ' جنھوں نے مقدمات حادثہ ۳ - اگست میں نہایت سخت صعوبات اور محنتیں برداشت کی ہیں "

مسٹر مظہر الحق کا نام جونہی رزو لیوشن میں اول بار آیا ' ہال چیرز کی آوازسے گونج اٹھا :

اجرش دهد خداے کہ کر دست یاری
با آن کساں کہ یار و ناصر نہ داشتند

و من الناس من یشري نفسه ابتغاء مرضات الله ' والله رؤف بالعباد

حقیقت یہ ہے کہ مسٹر مظہر الحق نے ایثار وندربیت کی جو مثال اس حادثے میں پیش کی ہے ' وہ انجمنوں اور جلسوں کی تعریف و ثنا سے ارفع و اعلی ہے - تاریکی جتنی زیادہ سخت ہوتی ہے ' اتنی ہی روشنی کی قدر بھی بڑھجاتی ہے - شب ماہ میں چراغ سے بے نیازی کی جاے ' مگر محاق کی آخری راتوں میں ٹمٹماتا ہوا دیا بھی کم از درخشندگی آفتاب نہیں ہوتا - ہماری خود غرضی و نفس پرستی کی انتہا ہوگئی ہے - عشق حق و صداقت ' محبت و ملک ملت ' اور لقاء وجہ رب کے شوق کو ہم بھول گئے ہیں - اغراض کے تعبد اور طلب نفع کی بندگی ہمارے ایمان و خدا پرستی تک پر غالب آگئی ہے - کتنے مقدمے ہیں جو ہمیشہ پیش آتے ہیں ' جن میں مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی دینی و قومی مصیبت مضمر ہوتی ہے ' لیکن ہمنے وکیلوں کو آزمایا ہے ' ہم نے بیرسٹروں کا امتحان لیا ہے - کم از کم مجھے تو اس وقت استثنی کیلیے ایک واقعہ بھی یاد نہیں آتا ' جس میں بغیر فیس لیے ہوے کسی مسلمان قانون پیشہ شخص نے اپنا تھوڑا سا وقت بھی صرف کیا ہو - کلکتہ کے متعدد واقعات میرے سامنے ہیں - بنگالی وکلا نے اسلامی معاملات کے لیے ایثار کیا ہے ' مگر مسلمانوں نے ذرا بھی دلچسپی ظاہر نہ کی ! علی گڈہ میں ایک عیدگاہ کا مقدمہ درپیش تھا ' وہاں کے بعض مشہور " قوم پیشہ " وکلا و بیرسٹرز کے پاس لوگ گئے اور روے دھوے ' مگر اُن مدعیان خدا پرستی کو ہمیشہ " لکشمی " کی پرجا پاٹ ہی میں مصروف پایا ! !

میرے سامنے کی بات ہے کہ لکھنو میں اسی معاملہ کانپور کیلیے ایک صاحب لکھنو میں نکلے ' اور ایک مشہور مسلمان بیرسٹر کے پاس فیس لیکر گئے کہ کانپور چلیے - مگر انھوں نے معذرت کی کہ " یہ معاملہ اب اور طرح کا ہوگیا ہے ' میں کس طرح جاؤں ؟ "

وہ شخص عند الاستفسار تفصیلی حالات بیان کرسکتا ہے - جبکہ اغراض پرستی کی تاریکی اس درجہ شدید ہو ' تو جو روشنی ہمیں مسٹر مظہر الحق کے جہاد فی سبیل اللہ میں نظر آئی ' وہ کیوں نہ ہمارے لیے ایک آفتاب عزو کمال ہو ؟

کونسل کی ممبری کی وجہ سے مجھے معلوم ہے کہ مسٹر مظہر الحق کی پریکٹس کو ایک گونہ نقصان پہنچا تھا ' کیونکہ یہ پیشہ کمال درجہ صرف وقت اور مسلسل توجہ کامل کا طالب ہے - اختتام میعاد ممبری کے بعد وہ متوجہ ہوے ' اور اپنی گذشتہ مصروفیت کے ساتھ کام کرنے لگے - ایسی حالت میں ضرور تھا کہ پھر درمیان میں دو بارہ انقطاع نہوتا - کیونکہ یہ انقطاع موکلوں کو مایوس کرنے والا ہوتا ہے ' اور مایوسی کی اشاعت اس کام کیلیے سخت مضر ہے -

جس وقت وہ کانپور گئے ' مجھے معلوم ہے کہ ایک بہت بڑا کیس لے چکے تھے - یہ کیس بیس پچیس ہزار روپیہ سے کم کا نہ تھا ' لیکن جب کانپور کے متعلق انکو تار ملا تو انھوں نے مقدمہ کی بریف واپس کردی اور کانپور چلے گئے -

بہر حال مسٹر مظہر الحق نے انسانوں سے اپنا کاروبار چھوڑ کر خدا سے یہ معاملہ کیا ہے : الیه یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعه - اور وہ یقیناً مطمئن ہونگے کہ خدا اپنے معاملہ داروں کو کبھی

نقصان نہیں پہنچاتا - دنیا کي کوئي بهي تجارت نقصان سے خالي نہیں ' لیکن خدا کے ساتهه لین دین کي تجارت هي وہ تجارت هے ' جس میں اصل اور نفع ' دونوں محفوظ رهتے هیں :

ان الذین یتلون کتاب	"جولوگ الله کي کتاب کوپڑهتے هیں اور صلوة
الله و اقاموا الصلوة	الهي کو قائم کرتے هیں' اور جو چیزیں هم نے
و انفقوا مما رزقنا هم	انہیں دے رکهي هیں ' اُن میں سے ظاهراً
سرا و علانیة ' یرجون	اور باطناً ' کسي نه کسي صورت میں الله
تجارة لن تبور - لیو	کیلیے خرچ کرتے هیں' تو بلاشک وہ ایک
فیهم اجورهم ویزیدهم	ایسے کاروبار کے نتائج کي امید رکهتے هیں '
من فضله ' انه غفور	جس میں کبهي گهاٹا هو هي نہیں سکتا -
شکور (٣٥ : ٢٨)	کیونکه الله انکا اجر انہیں پورا پورا دیگا و

اور انکے اجر کے علاوہ (که بمنزلۂ اصل کے هے) اپنے فضل و کرم سے نفع مزید بهي عطا کریگا (که ارباب کرم کا یهي شیوہ هے) اور وہ بڑا هي صاحب فضل اور اعمال حسنه کي قدر کرنے والا هے "

یه الله کا وعدہ هے اور دنیا اسکي هر آن و هر لمحه تصدیق کرتي هے - انهوں نے اپنے مال و وقت کا یقیناً بہت هي نقصان کیا ' اور ایسے وقت میں' جبکه بڑے بڑے مدعیان جرأت و صداقت قریب آتے ڈرتے اور لرزتے تهے - لیکن اسکا بدله بهي دور نہیں :

و من یتق الله ' یجعل	جو شخص راہ تقوی اختیار کریگا ' خدا
له مخرجاً ' و یرزقه '	اسکے لیے نجات کي راہ نکال دیگا ' اور
من حیث لا یحتسب '	اسکو وهاں سے رزق پہنچائیگا ' جدهر کا
و من یتوکل علی	اُسے وهم و گمان بهي نهوگا - اور جو
الله فهو حسبه	شخص الله پر بهروسه رکهے گا ' تو خدا
(٦۴ : ٣)	اسکے لیے بس کرتا هے -

میں اس تذکرے کو بار بار چهیڑتا هوں تو معذور هوں - من احب شیأ اکثر ذکرہ - جو کام جس کو محبوب هوتا هے ' اس کا اکثر ذکر کرتا هے - مجهکو آج قربانی و ایثار سے بڑهکر اور کسی چیز کی تلاش نہیں - اور خاک برسرم - میں کیا شے هوں؟ خود اسلام بهی آج اسی متاع کا متلاشی هے - میں جب ایثار و قربانی کی ایک مثال سامنے دیکهتا هوں ' تو جی چاهتا هے که بار بار اُسکا تذکرہ کروں - بار بار اسکی تعریف کروں - بار بار لوگوں کو اسکی تقلید و اتباع کی دعوت دوں : لعلهم یتذکرون و لعلهم یتفکرون !!

مسٹر مظهر الحق کا ساتهه ایک جماعت نے بهی دیا اور اُن سب کي خدمات کا احترام بهی هم پر فرض هے - علي الخصوص سید فضل الرحمن صاحب وکیل کانپور کا ' جو آغاز مقدمے سے اسکے روح رواں رهے هیں -

(تشکر رئیس مجلس و حاضرین)

آخر میں ایڈیٹر الهلال نے به حیثیت صدر (انجمن دفاع مسجد کانپور) رئیس مجلس کا شکریه ادا کرتے هوے ووٹ اف تهینکس کی تحریک ' اور مولوي ابو القاسم نے تائید کی - رئیس مجلس نے حاضرین کا شکریه ادا کرتے هوے اختتام مجلس کا اعلان کیا -

افکار و حوادث

اسلام و علوم اسلامیه کي واقفیت و اطلاع میں انگریز دیگر اقوام یورپ سے همیشه پیچهے رهے هیں - انگلینڈ میں مستشرقین کبهي پیدا بهي هوئے هیں ' تو وہ بهي عموماً اور علی الاکثر نسلاً انگریز نه تهے ' بلکه فرنچ ' جرمن ' یوناني ' اور یهودي هیں - یه قوم بغیر فوائد تجاریه و منافع سیاسیه کسي کام میں هاتهه نہیں ڈالتي که نفع عاجل اسکے قانون سیاست کي پہلي دفعه هے - یهي سبب هے که نپولین همیشه انگریزوں کو ایک دکاندار قوم کہا کرتا تها -

لیکن انقلابات حاضرہ نے اب انگلستان کي بهي آنکهیں کهولدي هیں اور سیاست کا اشارہ هے که اسلام و علوم اسلامیه سے اطلاع حاصل کي جائے -

انگلستان میں پچهلے هفتے یه تحریک پیدا هوئي هے که:

" اسلام کو سمجهنے کے لیے علوم اسلامیه کي ایک درسگاہ قائم کرني چاهیے - جس کا اساس گاہ قاهرہ هو ' اور جسمیں انگریز علوم اسلامیه کي تعلیم حاصل کریں "

اسکے محرک وہ جن کا نام مسٹر (جیمس برائس) هے ' اس کي ضرورت محسوس هوئي هے که:

" اسلام کي وسعت کا ' جهاں تک که اوس کا تعلق مغربي تهذیب و تمدن سے هے ' سمجهنا نهایت ضروري هے "

وہ یه بهي اُمید رکهتے هیں که:

" یه درسگاہ عالم اسلامي کے لیے اوسي قدر مفید و نافع هوگي جس قدر روما کي درسگاہ اٹلي کے لیے "

هم ممنون هیں اپنے دوستوں کے جو هم کو سمجهنا چاهتے هیں لیکن هم تو خود هم سے نہیں سمجهنا چاهتے ' بلکه خود اپنے سے - کیونکه ظاهر هے که اس قسم کي درسگاهوں کے اساتذہ همیشه یورپین هونگے - اس لیے هم نہیں سمجهتے که آیا وہ اس کے نظام تعلیم سے هم کو سمجهینگے یا که خود اپنے کو؟

مسٹر (برائس) کے خیال میں اس زیر تجویز درسگاہ کا مطمح (آئیڈیا) نهایت درجه بلند هے - وہ یقین کرتے هیں که تمام دنیاے اسلام کے لیے ایک مفید نمونه اور عجیب و غریب مثال اسکے ذریعه پیش کي جاسکے گي - حالانکه یورپ اور علی الاخص انگلینڈ اطلاعات اسلامیه میں جو درجه رکهتا هے ' اوسکے لحاظ سے وہ سر دست ایک ابتدائي مکتب کا محتاج هے ' جس میں اسلام کی ابجد کي تعلیم دي جائے ' نه که کسي " تعجب انگیز درسگاہ " کا !

مسٹر برائس کو یه بهي یقین هے که " مصر و هندوستان کے لوگ اس حسن خدمت و حسن نیت کا نهایت تپاک سے استقبال کرینگے اور ان دونوں مقامات سے تجویز مذکور کے لیے مالي اعانتیں بهي حاصل هوں گي "

انگلینڈ کا اصول کار همیشه یه رها هے که وہ اپنے ذاتي فوائد و منافع کي تصویر اس طرح کهینچتا هے که نادان دیکهنے والے کو اسمیں اپنے فوائد کے خال و خط نظر آنے لگتے هیں - مستشرقین یورپ کے حسن نقد و نیت کا اب تک جو تجربه هم کو هوا هے ' اوسکي تلخي جب تک مسلمانوں کو یاد رهیگي ' وہ کبهي اس قسم کے ارادوں کا استقبال نہیں کرسکتے - پس نهایت افسوس کے ساتهه کہنا پڑتا هے که مصر و هندوستان کو اس قدر فهمي کے حسن ظن سے ابهي معاف هي رکها جائے -

۲۹ اکتوبر کو ریوٹر نے لندن سے تار دیا کہ " مسٹر وزیر حسن ' مسٹر امیر علي ' اور سر آغا خان میں ایک پولیٹکل ڈنر کے متعلق اختلاف راے اس حد تک ہوا کہ بالاخر مسٹر امیر علي اور سر آغا خان نے لیگ کي صدارات سے استعفا دیدیا "

سب سے پہلے ٹائمز نے مختلط اور غیر محتاط اطلاعات کي آواز بلند کي جسکے صداے بازگشت ریوٹر کے ذریعہ ۳۱ اکتوبر کو تمام انگلو انڈین جرائد میں پھیل گئي

ریوٹر کا بیان ھے :

"مسٹر وزیر حسن اور مسٹر محمد علي نے مسٹر امیر علي سے چاھا تھا کہ وہ ان کو ایک پولیٹیکل ڈنر دیں ' مسٹر امیر علي نے بمشورہ لارڈ چانسلر بدیں سبب اس سے انکار کیا کہ کہیں فتح کانپور کي یہ خوشي نہ سمجھي جاے ' اسپر مسٹر وزیر حسن نے مسٹر امیر علي کو ایک سخت خط لکھا جس میں ایک فقرہ یہ بھي تھا کہ " یا تو آپ مستقل اور قوي دل ہوکر کام کیجیے یا دیگر ضعیف اور کمزور لوگوں کي طرح قوم کو چھوڑ دیجیے " اس خط سے متاثر ہوکر مسٹر امیر علي نے استعفا دیدیا - آغا خان بھي مستعفي ہوگئے ہیں "

ریوٹر نے شام کے تار میں یہ تسلیم کیا ھے کہ سر آغا خان کے استعفے کو مسٹر امیر علي کے استعفے سے کوئي تعلق نہیں ' آغا خان کا استعفا اس بنا پر ھے کہ وہ الف پریسیڈنٹ شپ کے اصول کو اب جبکہ قوم میں جمہوریت پیدا ہوگئي ھے ' مناسب نہیں سمجھتے ' اور اب وہ چاھتے ہیں کہ اس عہدے کا انتخاب صرف ایک ھی سال کے لیے ہوا کرے -

مگر پرسوں مسٹر محمد علي کا ایک خاص تار لندن سے آیا ھے جس سے واقعات زیادہ واضح اور منکشف ہوجاتے ہیں بشرطیکہ یہ بیان مکمل ہو ' اون کا بیان ھے کہ :

مراسلۂ نگار ٹائمز نے مسلمانان ہند کے موجودہ اضطراب سیاسي کے متعلق جو خیالات ظاہر کیے تھے ' انکي تردید کے لیے آغا خان کي راے تھي کہ ایک سیاسي ڈنر آغا خان اور مسٹر امیر علي کي طرف سے انگلینڈ کے ارباب اعزاز و ارکان سیاست کو دیا جاے ' جسمیں موجودہ اتہامات کي تکذیب کي جاے ' اور اسي کے ضمن میں دیگر خیالات بھي ظاہر کیے جائیں ' مسٹر امیر علي نے اس قسم کے ڈنر میں شرکت سے انکار کیا - یہ ایک واقعہ مستقل ھے ' جس سے استعفا کو کوئي تعلق نہیں

دوسرا واقعہ یہ ھے کہ مسٹر امیر علي نے مسٹر وزیر حسن کے نام ایک خط میں حسب ذیل امور کا مطالبہ کیا :

(۱) - لندن مسلم لیگ ' آل انڈیا مسلم لیگ سے بالکل الگ اور مستقل ایک شے ھے ' وہ اوس کي پالیسي کے اتباع پر مجبور نہیں -

(۲) آل انڈیا مسلم لیگ کو ۱۸۰۰ پونڈ سالانہ لندن مسلم لیگ کے مصارف کے لیے بلا قید و شرط دینا چاھیے -

(۳) آل انڈیا مسلم لیگ صداقت اور خلوص نیت کے ساتھہ گورنمنٹ کا ساتھہ نہیں دیتي -

مسٹر وزیر حسن نے اس کے جواب میں لکھا کہ ان امور کے فیصلے کا حق مسلم لیگ کو ھے ' اور بھي کچھہ باتیں جواباً لکھي تھیں ' مسٹر امیر علي کو ان جوابات سے تسلي نہیں ہوئي ' اور استعفا دے دیا "

بہر حال خواہ کچھہ ھي سبب ہو ' مگر ہمارے جھگڑوں کي یہ تشہیر افسوس ناک ھے - ممکن ھے کہ اس ہفتے مزید اطلاعات حاصل ہوں اور اسکے بعد زیادہ محتاط راے دي جاسکے -

اشتہارات کیلیے ایک عجیب فرصت !

ایک دن میں پچاس ہزار ! ! !

الہلال - کلکتہ

--- : * : ---

" ایک دن میں پچاس ہزار " یعني اگر آپ چاھتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کي نظر سے گذر جاے ' جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں ' تو اس کي صرف ایک ھي صورت ھے - یعني یہ کہ آپ " الہلال کلکتہ " میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ھے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معني پچیس ہزار بھي نہیں ہیں - لیکن ساتھہ ھي اس امر کي واقعیت سے آجکل کسي با خبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کي نظر سے ہر ہفتے گذرتا ھے -

کیونکہ وہ ہر حیثیت سے ہندوستان کے ورنیکلر پریس میں ایک انقلاب انگیز رسالہ اور اردو میں یورپ کے ترقي یافتہ پریس کا پہلا نمونہ ھے -

اگر اس امر کیلیے کوئي مقابلہ قائم کیا جاے کہ آجکل چھپي ہوي چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کي جماعت کون رکھتي ھے ؟ تو بلا ادنی مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ھے ' اور یہ قطعي ھے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

جس اضطراب ' جس بیقراري ' جس شوق و ذوق سے پبلک اسکي اشاعت کا انتظار کرتي ھے - اور پھر پرچے کے آتے ھي جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ھے ' اسکو آپ اپنے ھي شہر کے اندر خود اپني آنکھوں سے دیکھہ لیں -

کیونکہ اس نے روز اول ھي سے اعلان کر دیا ھے کہ تائید الہي اسکے ساتھہ ھے -

اس کي رفعت ' ان اشتہارات کو بھي رفیع بنا دیتي ھے ' جو اسکے اندر شائع ہوتے ہیں -

با تصویر اشتہارات ' یورپ کے جدید فن اشتہار نویسي کے اصول پر صرف اسي میں چھپ سکتے ہیں -

اشتہاروں کا خوش نما بلاک بنا کر اسمیں شائع کرائیے ' جو کارخانہ الہلال ھي سے آپ طیار کرا سکتے ہیں ' اور جو ہمیشہ آپکے پاس محفوظ رہیگا !

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کر دي گئي ھے -

منیجر الہلال الکٹریکل پرنٹنگ ہاوس -

۱/۷ - مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ -

ادبیات

ہمارا طرز حکومت

کبھي ہم نے بھي کي تھي حکمراني ، إن ممالک پر * مگر وہ حکمراني' جسکا سکہ جان و دل پر تھا

* * *

قرابت راجگان ہند سے (اکبر) نے جب چاھي * کہ یہ رشتہ عروس کشور آرائي کا زیور تھا
تو خود فرماندہ (جے پور) نے نسبت کي خواهش کي * اگرچہ آپ بھي وہ صاحب دیہیم و افسر تھا
ولي عہد حکومت اور خود شاهنشہ اکبر * گئے انبیر تک ' جو تخت گاہ ملک و کشور تھا
اُدھر راجہ کي نور دیدہ گھر میں حجلہ آرا تھي * اِدھر شہزادے پر چتر عروسي سایہ گستر تھا
دلہن کو گھر سے منزل گاہ تک اس شان سے لائے * کہ کوسوں تک زمیں پر فرش دیباے مشجر تھا
دلہن کي پالکي خود اپنے کاندھوں پر جو لائے تھے * وہ شاهنشاہ اکبر اور جہانگیر ابن اکبر تھا (۱)

* * *

یہي ھیں وہ شمیم انگیزیاں عطر محبت کي * کہ جن سے بوستان ہند برسوں تک معطر تھا
تمھیں لے دیکے ساري داستاں میں یاد ہے اتنا * کہ " عالمگیر ہندو کش تھا ، ظالم تھا ، ستمگر تھا " !!

(۱) ماثر الامرا میں یہ واقعہ تفصیل سے منقول ہے -

(شبلی نعمانی)

فکاھات

کان پور مینونسپلٹی کا خطاب

مسجد مچھلي بازار کان پور سے

اے مسجد شکستہ ! کنوں دل گراں مدار * کا مادہ گشت چارۂ درد نہان تو
تا دور چرخ و قاعدۂ آسمان بجا ست * پایندہ باد نام تو و هم نشان تو
ہرگز (بہ جان تو) کہ گوارا نہ کردہ ام * اندیشۂ کہ بمود من است و زیان تو
اکنوں برادرانہ بیا ، قسمتے کنیم * تا بانگ مرحبا شنوم از زبان تو
هیچم دریغ نیست کہ بر جاے اولین * برپا کنند بام و در و سایہ بان تو
اما بشرط آں ، کہ گذارند بہر من * از خاک ، تا بلندي سقف مکان تو
" از صحن خانہ تا بہ لب بام ازان من * و از بام خانہ تا بہ ثریا ازان تو "

(وصاف)

فریب لطف

بسملوں کي اس تنک ظرفي کو دیکھا چاھیے * اک ذرا سے لطف میں ، ممنون قاتل ہوگئے
یا تو وہ وسعت طلب کي ، یا پھر اتنا اختصار ! * اس قناعت پیشگي کے هم تو قایل ہوگئے
منحرف تم کسقدر عشاق ، لیکن پیش دوست * پھر اُسي شان تغافل را پہ مایل ہوگئے
رنج بیکاري اُٹھائے دست سعي ناخدا * ولولے موجوں کے پھرپا بوس ساحل ہوگئے
کر دیا مجبور کتنا اُن کي پرسش نے (نیاز) * چھٹکے هم تو اور پا بند سلاسل ہوگئے

(نیاز فتح پوري)

تاريخ حيات اسلاميه

الهـلال اور پـريس ايـكت

" الهـلال " جو از سرتا پا ايـک مجموعهٔ هدايت الهي هے ' علاوه اپنے مقصد اصلي کے بجـاـے خود بهي ايک ايسي نعمت گراں قدر هے ' جو هر مسلم هستي کو اپني جان سے زياده عـزيز هونا چاهيے ' مجهے بهي که بالطبع خصـائص پسند هوں ' وه ابتدا سے بے حد عزيز رها هے - اسکي اداـے خود داری تو اور بهي ميرے لئے ديوانه کن اور مجنوں فرما شے هے -

ايک سب سے بڑي بات الهلال ميں يه هے که اُس کي هر بات اپنے رنگ ميں خاص ' اور اُس کي هر ادا اپنے انداز ميں بے نظير هوتي هے - کوئي بات هو' ليکن وه عام رنگ سے الگ اپني رنگ پيدا کرتا هے اور مطالب وآرا ' بحث و مباحثه ' الفاظ و اصطلاحات ' عنوانات و ترتيبات ' طرز تحرير و طريق بيان ' کس شے ميں بهي آوروں کي تقليد نهيں کرتا بلکه خود آوروں کيليے مجتهد هے -

" الهـلال " سے ضمانت طلب هوئي ' اچها هوا - اور اگر ايسا نه هوتا تو خود همارا هي نقصـان مقدر تها - ليکن " چنـده ضمانت " ؟ اسميں کچهه ايسي عموميت تهي جو اُس کي شان يکتائي سے گري هوئي تهي - نيز اسکي خود داري بهي اس سے بهت ارفع و اعلى تهي - پهر يه بهي سوچتا تها که بهلا يـه ضمانت فنڈ کهانتـک جاري هونگے ؟ بقول جناب کے که " يه وبا تو عالمگير هے " پهر بهـلا ايک کے علاج سے کهيں شهر اور ملک صحت پاسکتے هيں ؟

ميں نے نهايت جوش و مسرت سے وه مضامين پڑهے ' جن ميں " دفاع جرائد " کي تاسيس کا اعلان کيا گيا هے - صاف نظر آگيا که ضمانت فنڈ کے بارے ميں بهي الهـلال کا ايثار عام حالت سے کس درجه مختلف هے ؟

الحمدالله که اگر چـه مسلمانان هند ايک مدت تک نا آشنـاـے سيـاسيات رهے ' تاهم اُنهـوں نے گذشتـه دو سـال کے اندر اپني مخصـوص قـومي اور ملکي مصلحتوں کے سمجهنے ميں اپـني هونهاري کا پورا ثبوت ديديا هے -

کيا کوئي صاحب الراـے انکار کر سکتا هے که " الهلال " کي تحريک " دفاع مطابع هند " ايک اهم ترين سياسي تحريک نهيں هے ؟

کاش مشيران و مصلحان قوم اس باريک نکته تـک پهنچے هوتے که اتحاد قومي کي اتحاد مطابع کے حاصل هوـے بغير سعي بالکل فضول هے !

مفصلهٔ ذيل رقوم به مد " ضمانت الهـلال " اسي اهم ملکي خدمت کے ليے جمع هوئي هيں جو ارسـال خدمت هيں ' اور خداـے برتر و قادر سے اُميد هے که وه آينده بهي اس سلسلے کو جاري رکهنے کي توفيق ديگا - نيز مجهے يقين هے که تعليم يافته مسلمان اپني حاصـل کرده عـزت کو کهو دينے کے بجـاـے اُسکو با عظمت بنانے ميں کوشاں هونگے ' اور دفاع مطابع کے فنـڈ کو فوراً مکمل کر ديں گے -

تفصيل چنده حسب ذيل هے :

ايس محمد بخش صاحب ۲۵ - روپيه - منشي رفيـع الدين صاحب - ۵ - روپيه - غفور خانصاحب - ۲ - روپيـه - حافظ مهتاب صاحب - ۲ روپيه - جمعدار داود صاحب - ۱ - روپيه - عبدالـرزاق صاحب - ۸ آنه - شهاب الدين احمد صاحب - ۸ - آنـه - محمد هاشمي احمد صاحب - محمد يوسف صاحب - ۸ - آنه - لطيف الدين صاحب - ۵ - روپيه -

اپکا ادنى ترين نياز مند : لطيف الدين از دهاراره بمبئي

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دام مجدکم - يه مژده سن کر که جناب نے سر چشمهٔ هداية و ارشاد يعني الهـلال کيليے ضمانت کا روپيه قوم سے لينا منظور فرما ليا هے ' جو دفاع مطابع کے فنڈ ميں جمع هو گا ' بڑي خوشي حاصل هوئي - ايک نا چيز رقم پيش خدمت هے - اميد که اس خيال سے واپس نکرينگے که يه ايـک غريب طالب العلم کا روپيه هے - کيونکه احقر کا دل هرگز قبول نهيں کرتا که اسوقت کي اس سب سے بڑي ديني خدمت سے بالکل محروم رهوں -

نجم الحسين چودهري - کلکته مدرسه کا ايک طالب علم -

جناب سے دو هزار کي ضمانت طلب هوئي هے - عرض نهيں کرسکتا که اس سے کس قدر صدمه هوا ؟ آپ جيسے اسلام کے دوست اس دنيـا ميں خال خال پائـے جاتے هيں - ميں نے حضور کي خدمت با برکت ميں ايک اچکن سلک کي روانه خدمت کي هے - اميد هے که اس اچکن کو نيلام کرکے جو قيمت وصول هو ' اسے فنڈ ميں جمع کر ديں - يه اچکن ابهي سلکر آئي تهي مگر چونکه ميرے پاس دوسري اچکن بهي هے ' اسليے ميں نے اسي نئي کو بهيجنا مناسب سمجها - اميد هے که جب نيلام فرمائيں تو يه بهي فرما ديں که يه ايک عاشق اسلام و رسول اسلام کي اچکن هے ! !

اور بهي کئي چيزيں اور تهوڑا سا روپيه ميرے پاس اسي کے متعلق موجود هے اسکو بهي روانه کرونگا -

شيخ محمود حسن خان - ضلع پٹنه

(اعانهٔ شهداـے کانپور)

جناب مولانا - هم دونوں بهائي طـالب علم هونے کي حيثيت سے يه حقير رقم اُن معصوموں کي مدد کے واسطے ديتے هيں جنکے بابوں نے شربت شهـادت پيا اور اُنپر کسي کا سايه سواـے الله کے نچهوڑا - اُن بچوں کے ماں باپوں کي مدد کے واسطے هم يه ناچيز رقم پيش کرتے هيں ' جنکے جوان لڑکوں نے شهـادت کا مـرتبه حاصل کرکے اپنے ماں باپ کو بے يار و مدد گار چهوڑ ديا !

اسکا اظهار فضول هے که هم نے يه ناچيز رقم کيونکر جمع کي ؟

محمد منير الزماں و متين الزماں صفوي - اسيون ضلع اوناؤ - اوده

انجمن "اتحاد و ترقی" کا اجلاس

فرانس کا مشہور افسانہ نویس: پیر لوتی
جو ترکوں کی حمایت میں بارہا مشہور ہوچکا ہے -
جس نے موجودہ جنگ کے زمانے میں متعدد
مضامین مسیحی مظالم کے خلاف لکھے - اور
جسکا حال میں ترکوں نے نہایت شاندار
استقبال اپنے دار الخلافۃ میں کیا -

الهلال

۵ ذی الحجه : ۱۳۳۱ هجری

مساجد اسلامیه اور خطبات سیاسیه

اسلام میں مساجد کي حیثیت دیني

انجمن اسلامیه لاهور کا رزولیوشن

(۵)

(پانچویں آیت)

مساجد کے متعلق ایک اور آیت قابل غور هے لیکن قبل اسکے که اُس آیت کو پیش کیا جاے ' اس سے پہلے کي ایک آیۃ پڑھه لیني چاهیے :

ان الله یدافع عن الذین آمنوا ' ان الله لا یحب کل خوان کفور - اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا ' و ان الله علی نصرهم لقدیر - الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله ! (۲۲ : ۳۹)	" خدا مسلمانوں کے دشمنوں کو اُنسے هٹاتا رهتا هے - وه کسي خائن و نا شکر گذار کو کبهي پسند نهیں کرتا - جن مسلمانوں پر کافروں نے قاتلانه حملے کیے ' اب مسلمانوں کو بهي اُن سے لڑنے کي اجازت هے ' اس لیے که اُن پر ظلم هو رها هے اور کچهه شبه نهیں که الله انکي مدد کرنے پر قادر هے - یه وه مظلوم لوگ هیں که انکا کوئي قصور نه تها - صرف اس اقرار پر که " همارا پروردگار الله هے ' وه ناحق اپنے گهروں سے نکال دیے گئے اور اپنے وطن سے اُنکو هجرت کرني پڑي"

اسکے بعد مساجد و عمارات مقدسه کا ذکر هے :

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ' لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا ' و لینصرن الله من ینصره ' ان الله لقوي عزیز - (۲۲ : ۴۰)	" اور اگر الله لوگوں کو ایک دوسرے کے هاتهه سے دفع کرتا نه رهتا ' تو انساني ظلم و تعصب سے دنیا کا امن و سکون کبهي کا غارت هوگیا هوتا - تمام مسیحی صومعے اور گرجے ڈها دیے جاتے' یهودیوں کے عبادت خانے منهدم هو جاتے ' اور مسلمانوں کي وه مسجدیں بهي ' جن میں کثرت سے خدا کا ذکر کیا جاتا هے - جو الله کي مدد کریگا ' یقیناً الله بهي اُس کي مدد کریگا - کچهه شبهه نهیں که الله صاحب قوت و احاطه هے اور وهي عزیز هے "

پهر اسکے بعد زیاده تشریح و تفصیل فرما دي هے :

الذین ان مکنا هم في الارض اقاموا الصلواة و اتوا الزکواة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر ' و لله عاقبة الامور ! (۲۲ : ۴۱)	"یه وه لوگ هیں که اگر انکي حکومت و فتح یابي کو زمین پر قایم کردیا جاے تو انکا کام یه هوگا که صلواة الهي کو قایم کرینگے ' زکواة ادا کرینگے ' امر بالمعروف انکا شعار هوگا اور نهي عن المنکر میں ساعي و مجاهد رهیں گے ' اور تمام باتوں کا انجام کار الله هي کے هاتهه میں هے "

(تشریح و تفسیر)

یه آیات کریمه سوره (حج) کي هیں' جس کو باستثناء بعض آیات' ایک گروه نے مکي اور بعض نے مدني کہا هے - یه آیتیں اُس زمانے کے حالات کي خبر دیتي هیں ' جو اسلام کے ابتدائي دور غربت و مظلومي کا زمانه تها ' اور اسکا بعد ظهور و عروج ابهی خالق کے علم الہي میں مدفون تها - جو لوگ اسلام لا چکے تهے ' اُن پر طرح طرح کے مظالم و شدائد کیے جاتے تهے' حالانکه انکا جرم اسکے سوا کچهه نه تها که الله کو اپنا پروردگار سمجهتے ' اور اسکي تمجید پر یقین رکهتے تهے - یہاں تک که شدت مظالم و شدائد سے ترک وطن پر مجبور هوے - خود حضرة داعي علیه الصلواة و السلام نے هجرت فرمائي - اور رفته رفته مسلمانوں کے اکثر خاندان مدینهٔ منوره میں آکر پناه گزیں هوگئے - تمام مفسرین صحابهٔ و تابعین کا بالاتفاق بیان هے که یه آیات اُسي موقعه پر نازل هوئیں - امام (طبري) نے تمام روایات جمع کر دي هیں : (۱۷ : ۱۲۴) -

پہلي آیت میں فرمایا که اپني غربت و مظلومیت کو دیکهکر مسلمان دل شکسته نهوں اور اپنے عظیم الشان مستقبل کي طرف سے مایوس نهو جائیں - یه قانون الهی هے که الله تعالی هر دور و هر عهد میں اپني صداقت و حق پرستي کو ظالموں کے حملوں سے بچاتا هے ' اور وه مومنوں کے لیے ایسے اسباب دفاع و حفظ فراهم کرتا رهتا هے ' جن سے دشمن انکي دعوت کو ضرر پهنچانے میں ناکام و نامراد رهتے هیں -

خود مکهٔ معظمه کے قیام میں باوجود کمال غربت و مظلومیت ' و قلت انصار' و عدم وسائل حفظ و دفاع مادیه ' الله تعالی نے مومنوں کے لیے جو اسباب دفاع فراهم فرمائے' وه تاریخ اسلام کے قارئین سے پوشیده نهیں هیں -

اسکے بعد فرمایا که : " اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا (الخ) " جن لوگوں نے مسلمانوں پر ظلم کیے ' انسے قتال و جهاد کي مسلمانوں کو بهي اب اجازت هے -

تمام مفسرین صحابهٔ و تابعین و عموم ارباب تفسیر و تاویل کا اتفاق هے که یه آیة اولین آیت جهاد هے - اس سے پہلے جس قدر احکام نازل هوے ' صبر و استقامت اور انتظار ما بعد پر مبني تهے - سب سے پهلي بار اسي آیت کے ذریعه مسلمانوں کو اجازت دي گئي که ظالموں کے حملوں کے جواب میں وه بهي قتال و جهاد جاري کر دیں -

بعضوں نے اُن آیات کو شمار کیا هے جو اس سے پہلے صبر و سکوت اور تحمل و منع قتال کے بارے میں نازل هوئي تهیں اور انکي تعداد ستر سے زیاده بتلائي هے ! اس سے اندازه کیا جا سکتا هے که اسلام نے کیسي شدید مجبوري کے عالم میں تلوار کے فساد کا علاج تلوار کي دواء آخري سے کرنا گوارا کیا ؟

امام (طبري) نے قتاده کا قول نقل کیا هے :

قال هي اول آیة انزلت في القتال ' فاذن لهم ان یقاتلوا (۱۷ : ۱۲۳)	"یه پہلي آیت هے جو قتال و جهاد کیلیے نازل هوئي - اس آیت کے ذریعه الله نے مسلمانوں کو حکم دیا که وه بهي اپنے حمله آوروں کو قتل کریں "

یہي قول دیگر اجلۂ صحابۂ و تابعین. مفسرین رضوان الله علیهم کا بھي ہے ' جیسا کہ حافظ (ابن کثیر) نے لکھا ہے :

قـال غیـر واحد من السلف کابن عباس و مجاهد و عـروہ بن الزبیر و زید بن اسلم و مقاتل ابن حیان و قتادہ وغیـرهم : هذہ اول آیة نزلت في القتال - و استدل بهذہ الایـة بعضهـم علی ان السورة مدنیة (حاشیه فتـح البیـان - ۷ : ۳۴۵)

" سلف میں سے ایک سے زیادہ مفسـریـن کا قول ہے مثل ابن عبـاس و مجاهد ' عروہ بن زبیر ' زید بن اسلم ' مقاتل ابن حیان ' اور قتادہ و غیر هم کے ' کہ یہ پہلي آیت ہے جو لڑائي کے بارے میں اتري ہے . چنانچہ اسي آیت کي بنا پر بعض نے استدلال کیا ہے کہ سورۂ حج مکي نہیں ہے . مدني ہے "

چنانچہ حضرة ابن عبـاس نے روایت کي ہے کہ جب انحضرة صلي الله علیه وسلم نے هجرت کي اور مکه سے نکلے ' تو حضرة ابوبکر نے کہا : " انا لله و انا الیه راجعون - لیهلکن جمیعاً ! " یعني جب آنحضرة یہاں سے تشریف لے جا رہے هیں تو پھر مکه کا خدا حافظ ! یقیناً اب مشرکین مکه هلاک هونگے - پھر جب یہ آیت نازل هوئي تو وہ سمجھه گئے کہ اب قتـال و جہاد شروع هوگا - (طبري ۱۷ : ۱۲۳) بہر حال مقصود یہ ہے کہ یہ آیت اولین آیت حکم قتال ہے -

اسکے بعد اس حکم و اجازت کي توضیح کي کہ " الذین اخرجوا من دیارهم (الخ) " یعني یہ مسلمان جنکو اب قتال و دفاع کي اجازت دي جاتي ہے ' وہ لـوگ هیں ' جنکو بغیـر کسي جرم و حق کے ' محض خدا پرستي کي وجه سے دشمنوں نے گھروں سے نکال دیا اور هجرت پر مجبور کیا - ایسے ظلـم و عدوان کے مقـابلے میں اب حکم قتال ناگزیر ہے - اور گو انکي حالت بیکسانه اور مظلومانه ہے ' لیکن یقین رکھو کہ الله انکو فتح و نصرة دینے پر قادر ہے -

ان تمام تصریحات کے بعد پھر مسلمانوں کے ظهور کي علت غائي ' حکم قتال کي ضرورت و مصلحت ' اور اسکے آئندہ ظاهر هونے والے نتائج عظیمه کي طرف اشارہ کیا کہ : و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ' لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذ کر فیها اسم الله. کثیرا - اگر الله تعالی لوگوں کي ایـک دوسرے کے هاتهه سے مدافعت نه کراتا رهتا ' تو تمـام عبـادت کدے منهدم هو جاتے اور الله کے گھروں کا کوي محافظ نه رهتا !

اس آیت میں معابد دینیه کیلیے متعدد نام آئے هیں اور آخر میں " مسجد " کا لفظ بھي ہے - مفسرین کرام نے اسپر غور کیا ہے کہ ان الفاظ سے مقصود کیا ہے ؟ اور کیا وہ مختلف مذاهب کے معابد کے اسماء هیں ' یا مقصود صرف مساجد هي هیں ؟ اکثر مفسرین نے " صوامع " اور " بیع " کو عیسائیوں کا گرجا بتلایا ہے - پہلا خانقاہ کے معني میں جو شہر سے باهر راهبوں اور عزلت گزینوں کیلیے هوتا ہے - اور دوسرا کنیسه اور چرچ کے معنوں میں ' جو شہروں میں روزانه اور هفته وار نماز کیلیے بنائے جاتے هیں - " صلواة " کو یہودیوں کا گرجا بتلاتے هیں اور (امام طبري) نے ضحاک کا ایک قول نقل کیا ہے کہ " صلوات یہودیوں کا معبد ہے - وہ اپنے معبد کو " صلوتا " کہتے هیں " (؟)

بعضوں نے صلوات کو (صائبین) کي نماز قرار دیا ہے - لیکن ایک جماعة قلیله کي رائے ہے کہ صلوات سے مقصود خود مسلمانوں هي کي نماز ہے اور هدم سے مراد اسکے قیام کا ممنوع هونا ہے - امام (رازي) نے ایک وجه اس قول کي یہ بھي قرار دي ہے اور متعدد اقوال نقل کیے هیں : (تفسیر کبیر : ۴ - ۵۶۳)

بہر حال یہ آیت نہایت اهم ہے ' اور هم کو الفاظ کي جگه اسکے مطلب پر تدبر و تفکر کرنا چاهیے -

(حاصـل تفسیـر)

اس سے پیشتر خدا تعالی نے مسلمانوں کي ابتدائي مظلومي و بیکسي کي طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ الله انکي حفاظت کیلیے دفاع کرتا رهتا ہے -

اسکے بعد قتال و جهاد کي اجازت دي اور فرمایا کہ مسلمانوں کا کوي جرم بجز اسکے نه تها کہ وہ الله کے پرستار هیں اور غیروں کي پوجا سے انکار کرتے هیں - لیکن انپر ظلم کیا گیا اور انکو گھروں سے نکالا گیا - جب حالت ایسي هو تو کیوں نه اب آنهیں بھي لڑنے کي اجازت دي جاے ؟

لیکن اس حکم قـتال میں بھي مصالح الهیه ' اور اس جنـگ و دفاع میں بھي ایک حکمة عظیـمه پوشیـدہ ہے - یہ اجازت اُس قانون الهي کے ما تحت ہے ' جس کا همیشه ظهور هوا ہے ' اور اُس عظیم ترین مصلحت و حکمت کا ظهور رہے ' جس کو حفظ امنیت و دفع فساد و طغیان ' و قیام عدل و انسانیة ' و ثبات مدنیة صحیحه ' و نظام و قوام عالم کیلیے قدرة الهیه نے همیشه ظاهر کیا ہے -

(علة ظهور امة مرحومه)

وہ مصلحت کونسي ہے ' اور وہ حکمت کیا ہے ؟ وہ کونسا قانون الهي ہے جسکے ما تحت اس اجازت کا نزول هوا ؟

اسي کا جواب ہے جو ان لفظوں میں دیا گیا کہ " لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض " یعنے وہ مصلحت و حکمت یہ ہے کہ دنیا کي مختلف اقوام ' مختلف جماعتیں ' مختلف مـذاهب و ملل ؛ الله کو یاد کرتے اور اسکي عبادت کیلیے گھر بناتے هیں ' لیکن تاهم ظالمانه تعصب میں سرشار ' اور ایک دوسرے کے قتل و هلاکت ' اور اسکي دیني عمارات و معابد کے هتـک و انهدام کیلیے مستعد رهتے هیں - پھر جس کو قوت اور سـاز و سامان دنیوي حاصل هو جاتا ہے ' وہ ظلم و خوں ریزي کے شیطاني حکم لیکر اپنے سے ضعیف و کمزور پر غالب آجاتا ہے اور اسکي دیني عمارتوں کي هتـک کرتا ' مـذهبي اعمال میں مانع هوتا ' بلکه اسکے معـابد کو یکسر منهدم کر دیتا ہے -

یہ ظلم آباد ارضي کي سب سے بڑي مصیبت ' انسانیت کي مظلومیت ' اور سلطان عدل کي هزیمت کا سب سے بڑا ماتم ہے !!

پس حکمة الهیه اسکي مقتضي هوئي کـہ زمین کي امنـیت اور ظلم و طغیان کے انسداد کیلیے وہ همیشه اپنے بندوں کو چنے ' اور اپني قوموں کو بهیجے جو دنیا میں اسکي قوت و نصرت کي فوج لیکر ظهور کریں ' تا کہ مذاهب کیلیے امن اور معابد کیلیے حفاظت هو - وہ اُن ظالموں سے عدل و حقوق کي راہ میں لڑیں ' جو اپني شیطاني قوتوں سے مغرور هوکر الله کے گھروں کي بے حرمتي کرتے اور خدا کي عبادت گاهوں کو ڈهاتے هیں - اور انسانوں کو چین و آرام کے ساتهه ' بے خوف و بے خطر ' اپنے خدا کي یاد کرنے اور اپنے اپنے معابد میں اسکو پکارنے کا موقع ملے -

اگر وہ ایسا نـه کرتا ' اگر وہ ایک قوم کے دست تظلم سے دوسري قوم مظلوم کو نجات نه دلاتا ' اگر وہ ضعیف کو نصـرت نه بخشتا ' تا وہ قوي کے طغیان و فساد سے محفوظ هو جاے ' تو دنیا کا چین اور سـکھه همیشه کیلیے غارت هو جاتا - قوموں کي راحت همیشه کیلیے اُنسے روٹھه جاتي ' الله کي سرزمین پر وہ تمام بلند منارے گرا دیے جاتے جو اسکے گھر کي عظمت کا اعـلان کرتے هیں ' اور

وہ تمام مقدس عمارتیں خاک کا ڈھیر ھو جاتیں ' جنکے اندر اسکے نام کي پرستش ' اور اسکے ذکر کي پاک صدائیں بلند ھوتي ھیں !

پس فرمایا کہ مسلمانوں کو قتال و جدال کي جو اجازت دي گئي ھے ' تو یہ اسلیے نہیں ھے کہ خون کي ندیاں اور زیادہ تیزي سے بہیں ' بلکہ صرف اسلیے ھے کہ قانون دفاع مذاھب و معابد ' و ظہور امنیت و قیام عدل کے ماتحت ' اللہ تعالی نے اُن کو اقوام عالم میں سے چن لیا ھے ' اور انکے قتال و قدرت کے ذریعہ وہ اپني مساجد و معابد کو محفوظ ' اور اقوام کے باھمي ظلم و عدوان کا انسداد کرنا چاھتا ھے - انکو صرف اسلیے دنیا میں بھیجا گیا ھے کہ ظلم کے تخت کو الٹ دیں ' عدل الہي کي قدوس پادشاھت کا اعلان کریں ' اور خدا کي مساجد و معابد کو ھتک و انہدام سے بچالیں -

پس وہ گو ابھي مظلوم نظر آ رھے ھیں ' سامان دفاع و قتال سے محروم ھیں ' تاھم وہ ' جو ھمیشہ اپنے اس قانون کے معجزات دکھاتا آیا ھے ' جس نے زمین کے ھر دور طغیان و فساد میں اپني نصرت کي تلوار چمکائي ھے ' اور اپني حکمۃ کے صحائف کا ورق الٹا ھے ؛ ضرور ھے کہ انکي مدد کریگا اور انکے قتال و جہاد سے اس اعظم ترین خدمت عالم اور اس اشرف ترین دفاع انسانیت کا کام لیگا ' کیوں کہ وہ قوي و عزیز ھے : و لینصرن اللہ من ینصرہ ' ان اللہ لقوي عزیز ! !

چنانچہ اسکے بعد کي آیت میں اچھي طرح اسلي تشریح کر دي ' اور یہ وہ آیۃ عظیمہ و جلیلہ ھے جو مسلمانوں کے مقصد ظہور اور انکے نصب العین کے تعین کیلیے ایک عجیب و غریب تصریح الہي ھے :

الذین ان مکنا ھم فی الارض اقامو الصلواۃ و آتو الزکواۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر ' وللہ عاقبۃ الامور !	" یہ وہ لوگ ھیں کہ اگر ھم نے انکي قوت و خلافت کو دنیا میں قایم کردیا تو انکا کام یہ ھوگا کہ صلواۃ الہي کو قایم کرینگے ' اپنے مال کو اللہ کي راہ میں نوع انساني کي اعانت کیلیے خرچ کرینگے ' نیک کاموں کا حکم دینگے ' اور برائیوں سے روکیں گے - اور انجام کار تمام امور کا اللہ ھي کے ھاتھہ ھے "

یہ آیت گذشتہ آیات سے متصل اور انکي تشریح کرتي ھے - امام (طبري) نے تقدیر عبارت یوں کي ھے کہ :

اذن للذین یقا تلون بانہم ظلموا ' الذین ان مکنا ھم فی الارض - (۱۷ : ۱۲۶)	"جن لوگوں سے کافروں نے قتال کیا ھے ' انکو بھي قتال کرنے کي اجازت ھے - اسلیے کہ وہ مظلوم ھیں - اور یہ مظلوم وہ مسلمان ھیں کہ اگر اللہ انکو دنیا میں قائم کردے تو وہ صلواۃ الہي کو قائم کریں گے " (الخ)

(نتائج بحث)

بظاھر آیات متعلقۂ مساجد کے ذکر میں قارئین کرام کو بہت سي تفصیلات ' غیر متعلق اور خلاف موضوع بحث نظر آتي ھونگي ' لیکن اگر وہ غور فرمالیں گے تو معلوم ھوگا کہ یہ اطناب مصالح سے خالي نہیں -

پھر اس قسم کے جرائد و مجلات کے مباحث و مقالات میں یہ خیال بھي پیش نظر رکھنا چاھیے کہ ضمناً جس قدر مفید بیانات آجائیں ' بہتر ھے - نہیں معلوم پھر فرصت اور مہلت نظر و تحریر ملے یا نہیں ؟

یہ خیال الہلال کے اکثر مقالات و مباحث میں فقیر کے پیش نظر رھتا ھے کہ ارادے وسیع ھیں اور مہلت قلیل -

اب غور فرمائیے کہ اِن ایات سے کیا نتائج پیدا ھوتے ھیں ؟

(۱) سب سے پہلا نتیجہ و حاصل بحث جو سامنے آتا ھے ' وہ اُس قانون الہي اور حکمۃ ربانیہ کا ظہور ھے ' جسکے ماتحت في الحقیقت امنیت ملل و مذاھب کا نظام و قیام ھے ' اور جو اگر نہوتا تو نہیں معلوم دنیا کا کیا حال ھوتا ؟ وہ دنیا ' جسپر طرح طرح کے رنگ و اشکال کي قومیں بستي ' اور مختلف صورتوں کي آباد و پر رونق عمارتیں کھڑي ھیں ' جس کي سطح پر زندگي پرورش پاتي ' اور انسانیت سکھہ اور چین کي راحت سے شاد کام ھے ' جسکے اوپر عظیم الشان گرجے ھیں ' اور انکي قربان گاھوں پر خدا کو پکارا جاتا ھے ' جو اپني ابادیوں کي عمارتوں کے سلسلوں کو مندروں کے کلس اور مسجدوں کے میناروں سے رونق دیتي ھے ' اور انکے اندر اپني اپني زبانوں اور اپنے اپنے طریقوں سے انسان اپنے خالق سے عشق و محبت کا تذکرہ کرتا ' اور اسکے سامنے اپنے تئیں عجز و بندگي سے گراتا ھے ' غرضکہ وہ حسین و جمیل دنیا ایک ایسي ماوراء تصور ھلاکت و بربادي کا منظر ھو جاتي ' جس کي سطح پر خونریز انسانوں کي بوسیدہ ھڈیوں ' اور منہدم عمارتوں کي اوڑتي ھوئي خاک کے سوا اور کچھہ نہ ھوتا !!

یہ انقلابات جو قوموں اور ملکوں میں ھوتے رھتے ھیں ' یہ جو پراني قومیں مرتي اور نئي قومیں اُنکي جگہ لیتي ھیں ' یہ جو قوي کمزور ھوجاتے ھیں اور ضعیفوں کو با وجود ضعف ' غلبہ کے سامان میسر آجاتے ھیں ؛ یہ تمام حوادث اسي حکمۃ و قانون الہي کا نتیجہ ھیں -

وہ ایک ملک کے ظلم و استیلا کو دوسرے ملک کي اعانت سے دفع کراتا ' اور ایک قوم کي زیادتي کا دوسري قوم کے ھاتھوں انتقام لیتا ھے - اسي کا نتیجہ ھے کہ انسانوں کو زمین پر بسنے کي مہلت حاصل ' اور مذاھب کو زندگي و امنیت نصیب ھے -

(۲) نیز اس آیت نے صاف صاف بتلا دیا کہ دنیا میں مسلمانوں کے ظہور و قیام کي علۃ اصلي کیا ھے ؟ اور وہ کونسا کام ھے ' جسکے انجام دینے کیلیے خدا نے انھیں دنیا میں فتح و نصرت کا علم دیکر بھیجا ؟

یہ سب سے پہلي آیت ھے جس میں قتال کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا - چونکہ پہلا حکم تھا ' اسلیے ضرور تھا کہ ساتھہ ھي حکم کي علت بھي بتلا دي جاتي - پس فرمایا کہ صداقت اور خدا پرستي مظلوم ھوگئي ھے اور ظلم و ضلالت کي قوت کا غلبہ و استیلا بڑہ گیا ھے - وہ زمین جو اسلیے بنائي گئي تھي کہ خدا کي پرستش کا معبد ھو ' اب خدا پرستوں پر ایسي تنگ ھوگئي ھے کہ اللہ کو پکارنا اور " ربنا للہ ! " کہنا سب سے بڑا انساني جرم ھوگیا ھے اور ایک قوم اپني قوت کے گھمنڈ سے مغرور ھوکر دوسري قوم کے مذھب اور اسکي عبادت کو روکنا چاھتي ھے -

ایسي حالت میں ضرور ھے کہ حسب قانون الہي ' خدا ایک نئي قوم کو بھیجے ' تا وہ قوموں اور مذھبوں کو امن کا پیغام پہنچاے ' اور ظالموں سے قتال کرکے ' مظلوموں کو انکے دست تظلم سے نجات دلاے - ایسا ھونا نظم عالم کیلیے ضروري ھے - کیونکہ اگر اللہ ایک قوم کے ھاتھوں دوسري جابر قوم کو ھٹاتا نہ رھتا تو :

" لہدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا " !

عبادت کدے منہدم ھو جاتے اور وہ مسجدیں گرا دي جاتیں جنکے اندر نہایت کثرت سے خدا کي عبادت ' اور اسکے نام کي تقدیس کي جاتي ھے !

پھر فرمایا کہ گو مسلمان مظلوم ہیں مگر ہم انکو نصرت بخشیں گے کیونکہ یہ اللہ کي سلطنت کو قائم کرانا ' اور اسکي پرستش و عدالت کو نصرت دلانا چاہتے ہیں - اسکے بعد مسلمانوں کے ظہور کے نتایج بتلاے کہ یہ مظلوم مسلمان جنکو جہاد کي اجازت دي جا رہي ہے' وہ قوم ہے کہ فتح و نصرت اور قیام و تمکن کے بعد اسکا کام عیش و عشرت ' ملک گیري ' اور محض تخت فرمائي نہوگا ' بلکہ وہ دنیا میں صفات الہیہ کا مظہر اور اسکے عدل و صداقت کي نعمت کی حامل ہوگي - وہ ضلالتوں اور گمراہیوں سے دنیا کو روکیگي - اعمال حسنہ کا حکم دیگي - عبادت مالي و بدني اسکا شعار ہوگا !

ان ترتیبات سے کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مطالب مضطر فہم اور نتائج منتظر درس و بصیرت ہیں ؟

اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان دنیا میں صرف اسلیے آے کہ اللہ کے عبادت خانوں کي حفاظت کریں ' اور انکو انساني ظلم و سرکشي کي شرارتوں سے بچائیں - انکو ستر مرتبہ کہا گیا کہ صبر کرو - اکہترویں مرتبہ تلوار کے مقابلے میں تلوار اٹھانے کي اجازت دي تو بتلا دیا کہ یہ اجازت صرف اسلیے ہے کہ ایسا نہوتا تو اللہ کي عبادت کے گھر ڈھا دیے جاتے اور مسجدیں منہدم کر دي جاتیں ' جنکے اندر نہایت کثرت سے اسکا ذکر ہوتا ہے -

یہ سرسري مطالعہ کا نہیں بلکہ نہایت غور و تدبر کا موقعہ ہے - مسلمانوں نے جب سب سے پہلي مرتبہ تلوار کے قبضے پر ہاتھہ رکھا' تو انکے سامنے مساجد کي حفاظت اور انکے انہدام ہي کا مسئلہ تھا - انہوں نے اس دنیا میں قتال و دفاع کا پہلا قدم اٹھایا تو وہ اپنے گھروں کي حفاظت کیلیے نہیں بلکہ خدا کے گھر کي حفاظت کي راہ میں تھا - وہ صبر و ضبط کے ساتھہ مدت تک بیٹھے رہے ' پر اٹھے تو مسجد کیلیے اٹھے ' اور بڑھے تو مسجد ہي کي راہ میں !

(٣) خدا نے بھي انکا سب سے بڑا شرف یہي بتلایا کہ انکے ذریعہ اپنے معابد کي حفاظت کا کام لے گا ' اور اگر انکو نہ ظاہر کرتا' اور اپني نصرت و فتح کي بخشش کیلیے نہ چن لیتا تو اسکي زمین پر اسکے مقدس معابد منہدم ہوجاتے -

(٤) صرف اسلام ہی کي مساجد کیلیے نہیں ' بلکہ تمام عبادت خانوں کي بلا استثنا حفاظت انکا مقصد بتلایا کہ وہ مذاہب کو امن دینے والے اور اقوام کو ظلم و تعصب سے بچانے والے ہونگے - یہ در اصل ایک طرح کي پیشین گوئي تھي ' لیکن ایک چوتھائی صدي کے اندر ہي واقعات نے اسکي تصدیق کردي !

جبکہ ایک مذہب دوسرے مذہب کو برباد کرنا چاہتا تھا ' جب کہ ہر قوم چاہتي تھي کہ خدا کي زمین صرف ہمارے ہي لیے ہوجاے اور کسي دوسري قوم کے مذہب اور مذہبي عمارات کو اسپر جگہ نہ ملے ' تو مسلمانوں ہي کي تلوار تھي جس نے انکو ظلم و استیلا سے بچایا اور بربادي و ہلاکت سے نجات دلائي - جزیرۂ عرب و یمن کے اندر مسلمانوں کي وجہ سے عیسائیوں کو بمجرد ظہور جو نفع عظیم پہنچا ' اسکا تذکرہ طولاني اور محتاج تمہید ہے ' لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ مصر میں قبطیوں کو جس قوم نے عیسائیوں کے مذہبي ظلم سے نجات دلائي اور قبطي معابد کو ازادي بخشي وہ مسلمان ہي تھے ؟ خود عیسائیوں ہي کے اندر چھٹي صدي عیسوي میں انتہا درجہ کي مذہبي تفریق اور تعصب و جنگ و جدال تھا - ایک چرچ دوسرے چرچ کے پیرو کي تکفیر کرتا ' جلا وطني کي سزا دیتا ' اور بسا اوقات زندہ جلا دیتا تھا - علی الخصوص گریک و روماني چرچ ' جسکے ہاتھوں مشہور یعقوبي فرقے کو کیسي کیسي درد انگیز مصیبتیں جھیلني پڑیں ؟ لیکن صرف مسلمان ہي تھے جنھوں نے مصر و اسکندریہ میں اس فرقے کو پناہ دي ' اسکے معابد محفوظ ہوگئے ' اور بکمال آزادي اپنے گرجوں کے اندر اقرار توحید کے ساتھہ ' خداے مسیح کي پرستش کرنے لگا !

پھر اسلامي حکومتیں قائم ہوئیں اور گو اسلام کي شرعي خلافت کا یہ دور نہ تھا ' تاہم امویہ و عباسیہ کے عہد پر نظر ڈالو اور اس پیشین گوئي کي صداقت کو یاد کرو - کس طرح تمام مذاہب و ملل کو اسلامي حکومتوں میں آزادي دیدي گئي اور علی الخصوص عیسائیوں کے فرقے کس طرح مسلمانوں کي بدولت بربادي سے بچ گئے ؟

مسلمانوں کي حکومت میں خود مختلف اسلامي مذاہب کو آزادي حاصل نہ تھي - شوافع حنابلہ کے دشمن تھے ' اور حنابلہ شوافع کو ہلاک کرنا چاہتے تھے - اشاعرہ نے ایوبیہ کي قوت پاکر معتزلہ کے ساتھہ جو کچھہ کیا ' سب کو معلوم ہے - سنیوں اور شیعوں کا باہمي قتال بجاے خود ایک داستان خونین ہے خوارج و قرامطہ کے حالات تاریخ میں تلاش کرو - ہمیشہ ایک فرقے نے دوسرے فرقے کو تباہ کیا ہے ' اور دوسرے نے انتقام کا موقع پایا ہے تو کسي طرح کي کمي نہیں کی ہے - تاہم یہ کیسي عجیب بات ہے کہ مسلمان خود تو باہم ایک دوسرے کو برباد کرتے تھے ' لیکن غیروں کو انہوں نے ہمیشہ پناہ دي اور ذمیوں کے حقوق دینیہ کي کبھي بے احترامي نہ کي - شوافع نے حنابلہ کا محلہ بغداد میں لوٹ لیا ' لیکن عیسائیوں کے گرجوں کي برابر حفاظت ہوتي رہي !

صلاح الدین عیسائیوں کے خوني جہاد کا میدان میں جواب دیتا تھا ' جبکہ وہ بیت المقدس کي مسجد عمر کو ڈھا چکے تھے ' لیکن خود اسکي حکومت کے اندر عیسائیوں کو پوري آزادي تھي اور مسجد عمر کي طرح مسیحي گرجا نہیں ڈھایا جاتا تھا ! !

حضرۃ عمر (رض) کے دنیا میں آخري الفاظ یہ تھے کہ غیر مذہب رعایا کے حقوق کي حفاظت کرنا - انہوں نے اپني آخري وصیت میں کہا تو یہي کہا کہ انکو دشمنوں کے حملے سے بچایا جاے اور انکے معابد محفوظ رہیں ! (طبري وغیرہ)

جب کوئی فوج حرکت کرتی تھی تو اسکے تمام افسروں کو نصیحت کی جاتی تھی کہ پادریوں کو قتل اور گرجوں کو منہدم نہ کرنا !

کیا یہ سب کچھہ اسي کا ظہور نہ تھا کہ : " و لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض' لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیها اسم اللہ کثیراً " ؟ فہل من مدکر ؟

(٥) پس اگر آج مسلمان اپنی وسیع زمینوں کی حفاظت نہیں کرسکتے جس پر انکے تخت حکومت بچھے ہوے اور انکا علم فرمان روائی نصب ہے ' تو کچھہ افسوس نہیں ' لیکن اگر وہ زمین کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کی بھي حفاظت نہ کرسکیں ' جو خدا کی عظمت و جلال کا تخت ہے ' اور جسکے منارے اسکی قدوسیت کے علم ہیں ' تو انکے لیے افسوس ہے !

کیونکہ یہ انکا مقصد ظہور ہے اور اگر وہ اپنے مقصد حقیقي کو بھول جائیں تو یہ مقصد کي موت ہوگي جس کے بعد زندگي ممکن نہیں !

(٦) مسجد مقدس کانپور کا معاملہ ایک تازیانہ تھا ' جس نے مسلمانان ہند کو انکا مقصد عظمی یاد دلانا چاہا - پس مبارک ہیں وہ جو اس تنبہ سے عبرت پکڑیں ' اور آیندہ اپني قوتوں کو اس راہ میں وقف کر دیں !!

مصالحۂ مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

(۲)

اس حال کو پہنچے ترے قصے سے کہ اب ہم
راضی ہیں گر اعدا بھی کریں فیصلہ اپنا

معلوم ہوتا ہے کہ فیصلۂ مسئلۂ اسلامیہ کانپور کی نسبت مجھے بہت کچھہ لکھنا پڑیگا ' علاوہ اسکے جو میں لکھنا چاہتا تھا -

میں نے گذشتہ اشاعت میں مولانا محمد رشید صاحب کی تحریر کے ضمن میں اس صورت فیصلہ کا ذکر کیا تھا ' جسکی مجھے اطلاع دی گئی تھی - یہ زبانی گفتگو تھی - تحریر کی صورت میں بعینہ وہی صورت جناب مولانا عبد الباری صاحب نے بھی اپنے خط مورخہ ۳ - اکتوبر میں تحریر فرمائی تھی - مسٹر مظہر الحق سے ملاقات غالباً ۲۸ یا ۲۹ - کو ہوی ' اور یہ خط ۳ - اکتوبر کو لکھا گیا تھا -

یہ خط در اصل ایک پرایویٹ تحریر ہے مگر اسلیے شائع کر دیتا ہوں کہ :

(۱) خود مولانا موصوف نے حال میں جو ایک تحریر شائع کرائی ہے ' اسمیں بھی قریب قریب یہی امور درج ہیں -

(۲) اس خط میں انہوں نے لکھا تھا کہ " تا افشای معاملہ یہ تحریر بصیغۂ راز رکھی جاے " اب چونکہ معاملہ ہوچکا - اسلیے اسکی اشاعت میں کوی حرج نہیں -

(۳) میری نسبت مشہور کیا گیا ہے اور بار بار مجھے خطوط و تلغرافات میں یاد دلایا گیا ہے کہ تم سے مشورہ کرلیا گیا تھا ' اب کیوں مسئلۂ زمین مسجد میں اختلاف کرتے ہو ؟ ایسی حالت میں اپنی بریت اور کشف حقیقت کیلیے جائز وسائل کے استعمال کا حق ضرور مجھے حاصل ہونا چاہیے -

(نقل خط)

" میں نے اس راے کو تسلیم کر لیا ہے کہ حصہ متنازعہ فیہ جزو مسجد ہے - وہ کسی حالت میں سوائے مسجد کے کسی دوسرے کام میں صرف نہیں ہوسکتا ہے ' اس پر بھی اگر مسلمانان کانپور اور علماے کرام صلح کو پسند کریں ' تو میں اس مخمصے سے چھٹکارے کی بہترین صورت یہ تجویز کرتا ہوں کہ مسجد پھر سے مستحکم و مضبوط بنائی جائے - اور اوسکی کرسی اقلا ۸ - فٹ بلند ہو ' مگر زمین حصۂ منہدمہ کی اپنی موجودہ حالت پر رہے -

اس زمین کے تین حصے ہیں : ایک حصہ مہری کا ' دوسرے پر دیوار مکان متصل کی تھی ' تیسرا حصہ مسجد کا دالان ہے - جو حصہ دالان مسجد کا ہے ' وہ ایک چبوترے کی صورت پر قائم کردیا جائے -

جو پیدل چلنے کا راستہ ہے ' اوسکی بلندی سے اس چبوترے کی بلندی کم از کم ایک فٹ ہو - اور اوس مہری کے حصہ پر تین در کا برامدہ قائم کیا جائے - یہ برآمدہ سڑک کی طرف ہوگا - اوسکے اور سڑک کے درمیان میں دیوار کی زمین اور کچھہ مقدار پیدل راستہ کی بھی ہوگی ' اوسکی بلندی پیدل راستہ کے برابر ہو ; اور یہ برامدہ اسقدر بلند ہو کہ مجاس صحن سے اوسکی چھت مساوی ہوجاوے ' اور درمیان اس برآمدے کے بلکہ بیچ میں دروازہ مسجد کا ہو - خواہ دوسرا دروازہ ہو - یا جو اسوقت موجود ہے وہی رہے -

پھر جو رخ اس برامدہ کا سڑک کی طرف ہو ' وہ جالی سے بند کردیا جاے - یہ جالی لوہے کی ہو خواہ پتھر کی - اس برامدہ کے دونوں بازونکے در کھلے رہیں یا لوہے کے دروازے اوسمیں لگا دیے جائیں - پیدل راہ جسوقت تنگ ہو تو مسجد کے آنے والونکے لیے اصالۃ ' اور دوسرے لوگونکے لیے ضمنا اسقدر اجازت ہوگی کہ بازوؤنکے دروازوں سے مسجد میں داخل ہوں یا ایک طرف سے دوسری طرف نکل جائیں - یہ برآمدہ ہمیشہ مسجد کی ملک رہیگا ' اور اوسکے اندر خرید و فروخت کے معاملات کسی طرح نہیں ہوسکتے - کوئی سواری یا جانور نہیں گذر سکتا - مسلمانوں کو حالت نا پاکی میں جانا شرعاً ممنوع ہے -

اس صورت کی مسجد بنانے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اور اسکو ہم ظاہر کرتے ہیں - مگر ہم مسجد کے مغصوبہ زمین کو بلا شرط حاصل کرنا چاہتے ہیں -

یہ مصالحت اوسوقت کر سکتے ہیں جب گورنمنٹ بلا توسط مقامی حکام ہمارے تمام مطالبات قبول کرے :

اولاً ہماری زمین جو کہ جزو مسجد ہے ہمکو واپس کردی جائے -

ثانیا ہمارے جملہ ماخوذین متعلق مسجد بری کردیے جائیں -

ثالثا ایک عام قاعدہ تحفظ مقامات متبرکہ کا اجرا کردیا جا ئے -

علاوہ انکے حسب ذیل امور بھی ہماری خواہشات سے ہیں :

(۱) جہانتک ہو گورنر جنرل خود آکے ہمارے قیدی رہا کردیں اور ہماری مسجد ہمکو واپس دیدیں -

(۲) جسقدر ضمانتیں اخبارات سے اس بارہ میں لیگئی ہیں ' وہ منسوخ کردی جائیں -

(۳) جن حکام نے ظلم کیا ہے اونکی معقول تنبیہ ہو تاکہ آیندہ ایسے مظالم کا سد باب ہو جائے -

اور اعانت مصیبت زدگان کی تائید گورنمنٹ خود بھی کرے کہ اکثر حضرات اسکی حرکت کو ناراضگی گورنمنٹ کا باعث سمجھتے ہیں - اوسکی صورت یہ ہے کہ جسقدر چندہ اس فنڈ کا موجود ہے وہ گورنر جنرل کی آمد کانپور کے وقت پیش کردیا جاے - اور اونسے خواہش کیجائے کہ خود بھی اوسکی شرکت کریں اور گورنمنٹ سے بھی شرکت کرائیں تاکہ مستقل امداد اس طور پر ہوسکے "

الهلال :

اس خط میں مولانا نے جو صورت بیان کی ہے ' قریب قریب یہی صورت انہوں نے اپنے اس مضمون میں بھی بیان کی ہے جو انجمن موید الاسلام میں پیش کیا گیا - مسٹر مظہر الحق جب مشورہ کیلیے تشریف لاے تو انہوں نے اسی کا خلاصہ بیان فرمایا - البتہ آخر میں جو تین مطالبات اور مزید کیے ہیں ' ان میں سے دفعہ (۱) کے علاوہ اور کسی دفعہ کو انہوں نے شرایط فیصلہ میں شامل نہیں کیا تھا ' اور در اصل اصلی مسئلہ زمین مسجد اور متہمین حادثہ ہی کا تھا - یہ امور اسکے علاوہ ہیں -

میں نے جب اس صورت مجوزہ کو سنا ' نیز معلوم ہوا کہ جناب راجہ صاحب محمود اباد کا بیان ہے کہ ہز ایکسلنسی کسی ایسی صورت کو منظور کرلینے کیلیے طیار ہیں ' تو گو آخری مشورہ اور قطعی راے کی صورت میں گفتگو نہ تھی ' تا ہم میں نے کہا کہ

ویسراے اسے منظور کرلیں تو پھر تمام معاملہ کا خاتمہ ہے - کیونکہ اصولاً اس صورت میں اور زمین پر مثل سابق دالان تعمیر کردینے میں کچھہ بھي فرق نہیں ہے -

(اصلی سوال)

تمام معاملے کي بنیاد یہ امر ہے کہ مسجد کي زمین کا ایک حصہ مسجد کي ملکیت اور قبضے (باصطلاح قانون) ' اور تصرف (باصطلاح فقہ) سے نکالکر سڑک میں شامل کردیا گیا ہے - مسلمان کہتے هیں کہ یہ جزو مسجد ہے ' اسلیے سڑک میں شامل نہیں کیا جا سکتا -

پس قانون اور فقہ ' دونوں کے لحاظ سے یہ سوال (ملکیت) اور (تصرف) کا ہے - نہ کہ کسي هئیت و شکل عمارت کا -

(مجوزہ صورت)

مولانا نے فیصلے کي صورت یہ تجویز کي کہ :

" گورنمنٹ بلا کسي شرط کے زمین مغصوبہ واپس کردے اور جس طرح مسجد کي ملکیت میں تھي ' اسي طرح دیدي جاے "

اس دفعہ نے (ملکیت) کا مسئلہ صاف کردیا اور مسجد کي زمین اسے بعینہ واپس ملگئي -

یہ اصول ٹھیک ٹھیک قائم رہا کہ " مسجد کي زمین کا هر حصہ مقدس ' اور وہ کسي حال میں مصالح مسجد کے سوا کسي دوسرے کام میں نہیں آسکتا "

اب دوسرا مسئلہ (تصرف) کا رہا - کیونکہ قانوناً بھي ملکیت بغیر حق تصرف کے مفید دعوی نہیں -

اسکا فیصلہ اس طرح ہوا کہ حق تصرف بھي مسجد اور اسکے متولیوں یا عام جماعت کو ملیگا - لیکن اب چونکہ اُس جانب سڑک نکلي ہے جو پہلے نہ تھي ' اور مسجد کي نئي تعمیر درپیش ' لہذا اس تعمیر کا نقشہ متولیان مسجد اپنے جدید مصالح اور فوائد کے لحاظ سے یہ تجویز کرتے هیں کہ اُس جانب مسجد کا صدر دروازہ بنا یا جاے - صدر دروازے کیلیے برامدہ ضروري ہے - اسلیے اوپر تو صحن مسجد کي وسعت اور اسکا دالان بدستور رهیگا ' لیکن اسکے نیچے دروازہ کي وجہ سے ایک سہ درہ بنایا جایگا ' اور وہ بالکل اسي طرح زمین کي مسجد پڑا ہوگا ' جیسا کہ صدها مساجد میں مثل مکانات کے کچھہ جگہ چھوڑ دي جاتي ہے ' اور اسپر یا تو سیڑھیاں هوتي هیں ' یا بطور برامدے کے جگہ خالي رهتي ہے - بمبئي اور کلکتہ کي مساجد میں یہ صورت بکثرت ہے -

یہ جو جگہ خالي چھوڑ دي جاتي ہے تو مسجد هي کي زمین هوتي ہے ' لیکن مصالح مسجد کیلیے اسکو الگ سا کردیا جاتا ہے -

(سڑک اور زمین مسجد)

ایک اهم سوال جو اب فیصلہ کے اثر کیلیے مہلک هو رہا ہے ' اُس حالت میں بھي پیدا هوسکتا تھا ' یعنے یہ برامدہ یا سہ درہ سڑک میں شامل ہوگا - اور گو مسجد کے دروازے کے سامنے کي زمین کو دھوپ اور بارش سے بچانے اور آنے جانے والے نماز- یوں کے خیال سے اسکي تعمیر عمل میں آئي هو ' لیکن اسکا کیا علاج کہ عام راهگیر بھي هر حالت میں اسپر سے گذ ریں گے ' اور اسکا احترام مثل مسجد کے محفوظ نہ رهیگا ؟

یہي سوال ہے جو موجودہ صورت میں هر شخص کے دل میں پیدا هوتا ہے -

لیکن اسکا علاج بھي اس صورت میں موجود تھا - مولانا نے صاف صاف لفظوں میں لکھدیا تھا کہ دروازے کے سامنے کا حصہ فٹ پاتھ سے ایک فٹ اونچا بنا یا جائیگا ' اور جو رخ اسکا سڑک کي جانب ہوگا ' اسے جالي سے بند کردیا جائیگا - دونوں جانب کے در لوہے کے دروازے سے بند هوسکیں گے . . . .

اسکے اندر خرید فروخت نہوسکے گي ' کوئي سواري یا جانور وهاں سے نہیں گذر سکتا ' مسلمانوں کو حالت نا پاکي میں وهاں جانا مثل مسجد کے شرعاً ممنوع ہے "

(گورنمنٹ کي خاطر نہیں بلکہ مسجد کیلیے)

رهي یہ بات کہ هم دروازہ کیوں بنائیں ؟ کونسي وجہ ہے کہ پہلي سي حالت باقي نہ رکھي جاے ؟ تو اسکے لیے نہایت معقول وجوہ هیں :

(۱) مسجد از سر نو تعمیر کرینگے تا کہ زیادہ خوش قطع ' زیادہ مستحکم ' اور زیادہ آرام دہ هو - مسجد کو از سر نو تعمیر کرتے هوے بحفظ رقبۂ زمین ' همیں اختیار حاصل ہے کہ بر بناے مصالح و فوائد ' نقشۂ عمارت مین تبدیلي کریں - اس تبدیلي سے اُس اصول پر کوئي اثر نہیں پڑتا ' جسکا تعلق مساجد اور گورنمنٹ سے ہے -

(۲) پہلے حالت اور تھي - اب اُس جانب سے ایک بڑي سڑک نکل رهي ہے - لہذا ضرور ہے کہ اب مسجد کا صدر دروازہ سڑک کي جانب هو - اگر یہ قضیہ نہ بھي پیش آتا ' جب بھي نئي سڑک کي صورت میں اُس جانب صدر دروازے کا رکھنا ضروري تھا -

(۳) دروازہ کے آگے برآمدے کا هونا علاوہ عمارت کي حسن و خوشنمائي کے ' نمازیوں کیلیے بھي آرام دہ ہوگا - کیونکہ بارش کے وقت دروازہ کي پاني سے حفاظت هوگي - دھوپ میں سایہ ہوگا - یہي مصالح هیں جنکي وجہ سے بڑے بڑے مکانوں میں برآمدے نکالے جاتے هیں اور مساجد میں بھي موجود هیں -

" مسجد کي از سر نو تعمیر " - " ایک فٹ کي بلندي " - " سہ درہ " - " لوہے یا پتھر کي جالي " - " زمین کي بلا شرط واپسي " وغیرہ وغیرہ ' مولانا کي تحریر کے اهم الفاظ هیں - ان پر دوبارہ نظر ڈال لیجیے -

(مجوزہ فیصلہ بالکل کامیابی تھي)

اب آپ انصاف فرمائیں کہ اس صورت اور مسجد کو بحالت اولی چھوڑ دینے میں اصولاً ' شرعاً ' قانوناً ' کیا فرق ہے ؟ بلکہ في الحقیقت پہلي صورت سے بھي زیادہ بہتر و انفع -

اس معاملہ کي اصلي روح حفظ زمین مساجد کا اصول تھا - اور وہ بمجرد اعتراف ملکیت حاصل پھر تصرف میں مینوسپلٹي کو کوئي دخل نہیں !

یقیناً میں نے اس صورت کو سنکر ایک ابتدائي گفت و شنود کي طرح اتفاق ظاهر کیا ' اور کچھہ عرصہ تک مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرنے کے بعد کہا تھا کہ " اگر ایسا ہوا تو میں مخالفت نہیں کرونگا "

مگر اب کہتا هوں کہ اس صورت سے تو کوئي بھي مخالفت نہیں کرسکتا - کیونکہ یہ تو بالکل سر جیمس مسٹن کے حکم کو خاک میں ملانا اور مطالبۂ مسلمین کي بکلي فتح تھي -

مسٹر مظہر الحق نے خود بار بار کہا : میري سمجھہ میں یہ بات نہیں آتي کہ اس صورت کے منظور کرلینے کے بعد سر جیمس مسٹن کیلیے کیا باقي رهجایگا ؟ انکو تعجب تھا اور مینے بھي اس تعجب مین شرکت کي -

مولانا عبد الباري نے اس صورت مجوزہ کے واضح کرنے کیلیے مجوزہ نو تعمیر مسجد کا ایک نقشہ بھي قلم سے کھینچ کر بھیجا تھا - بہتر ہے کہ اُسے بھي نقل کردیا جاے ' تاکہ صورت مجوزہ اچھي طرح سمجھہ میں آجاے - نیز معلوم ہوسکے کہ میرا اتفاق کس صورت میں تھا ؟

(نقشۂ نو تعمیر حصۂ متنازعہ فیہ)

جو پہلي صورت مجوزہ کي حالت میں ہوتا

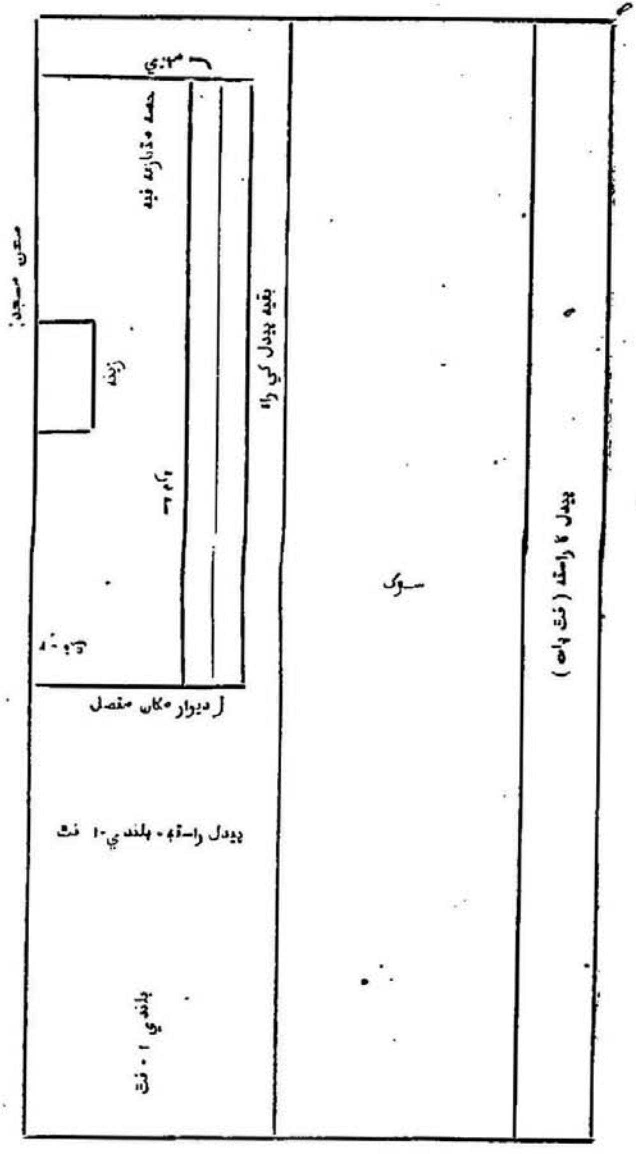

(ایک ضروري مکالمہ)

یہ گفتگو محض ایک ابتدائي مشورہ تھا - آخري مشورہ اور قطعي و اختتامي راے کا موقعہ بعد کیلیے چھوڑ دیا گیا تھا تاہم اللہ تعالی کي کچھہ عجیب حکمت ہے کہ چند خیالات اُس وقت مجھے پیدا ہوے ' اور میں نے مسٹر مظہر الحق پر ظاہر کیے - بالاخر وہي صورت پیش آئي -

میں نے کہا " کسي امر کے نیک و بد اثر کیلیے بڑي چیز اسکے ساتھہ کے اور حالات و حوادث بھي ہوتے ہیں - اثر مجموعي طور پر پڑتا ہے اور بعض حالتوں میں ضمني باتیں اسطرح غالب آجاتي ہیں کہ نفس مسئلہ مغلوب ہوجاتا ہے -

حضور ویسراے کہتے ہیں کہ میں خود آؤنگا - مسجد دیکھونگا اور خود اپني زبان سے تمام امور کا اعلان کرونگا ' لیکن ایک اہم سوال یہ ہے کہ وہ کس عالم میں آئیں گے ؟ اور کیسے خیالات ظاہر کرینگے ؟

فیصلہ اور مضی ما مضی کي تجویز ہو رہي ہے ' لیکن کہیں ایسا نہو کہ مسلمانوں کي دل شکني یا رنجیدگي کي کوئي بات ہوجاے - کہیں گذشتہ واقعات کا جانب دارانہ تذکرہ نہ نکل آے - کہیں جرم و بے جرمي کا سوال نہ چھڑ جاے - اگر ایسا ہوا تو پھر اصل مسئلہ کا اثر ان باتوں کے ساتھہ شامل ہوکر پبلک کے سامنے آیگا اور فیصلہ کنندوں کي حالت نازک ہوجا یگي -

جب ویسراے فیصلے کي غرض سے آئیں گے تو کانپور میں جوش و محبت کے ساتھہ خیر مقدم ہوگا ' لیکن اگر انکی تقریر میں کوئي بات ایسي ہوگئي ' تو جن لوگوں نے ایسا کرایا ہے ' انکو ملامت کیجائیگي "

لیکن مسٹر مظہر الحق نے کہا کہ " ایسا کیوں ہونے لگا ؟ حالات وایسراے کي نظر سے پوشیدہ نہیں " سچ یہ ہے کہ مسٹر مظہر الحق کے ہاتھہ میں فیصلہ نہ تھا ' اور نہ وہ اسکے باني تھے - وہ اسکي نسبت کہتے تو کیا کہتے ؟

لیکن اب میں دیکھہ رہا ہوں کہ میرا خیال بالکل غلط نہ نکلا - حضور وایسراے اگر سر جیمس مسٹن کي بے موقع تعریف نہ کرتے ' اگر جرم و بے جرمي کا سوال نہ چھیڑتے ' اگر زمین کي ملکیت کو ایک غیر ضروري سوال قرار نہ دیتے ' اور اگر اُن لفظوں کے ساتھہ رہائي کا حکم نہ دیتے ' جن کے ساتھہ دیا گیا ' تو شاید عام مسلمانوں کے دلوں میں زیادہ طمانیۃ اور شکر گزاري ہوتي - عام اس سے کہ اصل مسئلہ کي حالت کیسي ہي کیوں نہ ہوتي !

ہر شے کا حکم اسکے گرد و پیش اور حوالي کے تغیرات کے بعد بدل جاتا ہے - کیونکہ جماعت پر اثر مجموعي حالات کا ہوتا ہے - عام نظریں ایک کیمسٹ کي طرح تفرید کیمیاوي کے بعد حوادث پر نظر نہیں ڈالتیں -

یہ ایک نہایت اہم نکتۂ سیاست اور صرف اعلی حکام کے سمجھنے ہي کي بات ہے - تعجب ہے کہ حضور وایسراے نے اسپر غور نہ فرمایا :

ربط نہان غیر کا پردہ ہے ' ورنہ آپ
دشمن کے ساتھہ صرفہ کریں رسم و راہ میں ؟

(تغیر اور تنسیخ و ترمیم)

گفتگو کا آغاز اسی صورت سے ہوا - جبکہ شملہ اور لکھنو میں نامۂ و پیام اور گفت و شنید ہو رہی تھی ' تو یقیناً یہی صورت سب کے پیش نظر تھی - خود مسٹر مظہر الحق کو بھی یہی معلوم تھا ' اور مولانا عبد الباري بھی اسی خیال میں ہونگے ' لیکن (جیسا کہ خود مولانا نے اپني تحریر میں لکھا ہے) جب معاملہ زیادہ وقیع حد تک پہنچا اور سرکاري حلقہ میں آخري راے کسي نہ کسي طرح قرار پاگئي ' تو لکھنو میں ایک صحبت شوری قرار پائي - منگل کے دن ویسراے آئے ہیں - جمعرات کو یہ صحبت منعقد ہوئي تھي -

یہی صحبت شوری ہے ' جس نے معاملات کی صورت یکا یک متغیر کر دي - مولانا عبد الباري اپنی تحریر میں لکھتے ہیں کہ تمام مطالبات میں سے صرف مسجد اور متہمین کی رہائی کے مسائل فیصلے کیلیے لیے گئے - معلوم ہوتا ہے کہ اسی مجلس میں کہدیا گیا تھا کہ ویسراے اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں کر سکتے کہ چھجہ نکال لینے کی اجازت دیدیں ' اور ایک طرح کا مبہم قبضہ زمین کی مسجد پر ہو جاے - قیاس کہتا ہے کہ عدم ملکیت کے سوال پر

اس صحبت میں زور نہ دیا گیا ہوگا ' اور جناب راجہ صاحب اور مولانا عبد الباري نے اپنی جگہ یہی سمجھا ہوگا کہ زمین کی ملکیت بھی مسجد کو دیدي جا رهي ہے -

میرا اختلاف یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ زمین کي ملکیت اور تصرف ' دونوں کي وہ صورت قائم نہ رهي جو پہلے پیش کي گئي تھي - اور حفظ زمین مسجد کا اصل الاصول خطرہ میں پڑگیا جسکے لیے یہ تمام حوادث خونین پیش آئے تھے -

(اختـلاف کا مبـدء)

(۱) اول تو اس تغیر صورت کی اُن لوگوں کو بالکل اطلاع نہیں دي گئی ' جنکو پہلی صورت کی اطلاع دي گئی تھی - مجھے معاف رکھا جاے اگر میں کہوں کہ یہ وهی شخصیت ہے ' جس پر ہمیشہ لوگوں کو ملامت کی گئی ہے - مسئلہ کی اهمیت اور اسکا عام اسلامی مسئلہ ہونا اخر کچھہ بھی وقعت ضرور رکھتا تھا ' اور ویسراے سے یہ کہنے کا موقعہ پورا پورا حاصل تھا کہ " اب ہمیں اس آخري صورت کي نسبت مسلمانوں سے اخري مشورہ کر لینے کي مہلت ملني چاهیے - ہم ثالث بالخیر ہیں ' لیکن اصلي فیصلہ کنندہ قوت نہیں ہیں "

(۲) پھر سب سے بڑھکر اصولي سوال یہ ہے کہ پہلا مشورہ بھي آخري اور قطعي نہ تھا - خود مجھسے جس طرح گفتگو هوئي تھي ' میں سمجھتا ہوں کہ اوروں سے بھي اسي طرح هوئي هوگي - ایک منٹ اور ایک نصف لمحہ کیلیے بھي میرے ذهن میں یہ خیال نہیں آیا کہ صرف اسي ابتدائي مشورے کي بنا پر خاتمۂ کار هوجائیگا - میرے محترم دوست مسٹر مظہر الحق اس سے اچھي طرح واقف ہیں میں نے مولانا عبد الباري صاحب کو تار دیا تھا کہ " معاملہ اهم و نازک ' کمال حزم مطلوب ' پس اپني ذمہ داري کي نزاکت کو محسوس کرکے قدم بڑھانا چاهیے " اور انھوں نے اطمینان دلایا تھا - خدا بہتر جانتا ہے کہ آغاز گفتگو سے میں مضطرب اور نتیجہ کي طرف سے مشوش خاطر تھا - مشورہ میں راز داري کي شرط لگا دي تھی ' اور ابتدائی گفتگو کا عام اعلان کسی طرح مناسب بھی نہ تھا - کسے معلـوم تھا کہ فیصلـہ هوگا بھي یا نہیں ؟ اسي لیے میں نے راجہ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاهي لیکن اتوار کے دن روانہ هوکے صرف پیر هي کے دن میں لکھنو پہنچ سکتا تھا ' اور انھوں نے تار دیا کہ اُس دن میں لکھنو میں نہونگا - پھر بارجود اپني مستہلک مصروفیت اور نا قابل بیان انہماک اشغال کے ' مسٹر مظہر الحق سے ملا - لیکن انکو خود بھي یہ کب معلوم تھا کہ منگل تک معاملات کا خاتمہ ہے ؟

پس ضرور تھا کہ آخري مشورہ بھي کرلیا جاتا اور جیسا کہ خیال تھا ' صحیح معنوں میں ایک وسیع تر مشورہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لیتا - اس صورت میں مولانا عبد الباري کي ذمہ داري بھي نہ رهتي اور شاید موجودہ حالت سے زیادہ بہتر حالت میں تمام معاملات نظر آتے -

(مشکـلات کار)

میں مشکلات سے بھي بے خبر نہیں ' اگرچہ عام معترضین بے خبر ہوں - یہ بالکل سچ ہے کہ حضور ویسراے کسي وجہ سے اس معاملہ کو جلد سے جلد ختم کردینا چاهتے تھے ' اور اس کي علت پر غور کرنے کیلیے ہمیں زیادہ دماغ سوزي کي ضرورت نہیں - ہر شخص اُسے سمجھہ سکتا ہے ' اور اسی کی بنا پر مسلمان اس فیصلے کو اصولاً اپنے حق طلبانہ ایجی تیشن کی کامیابی اور حضور ویسراے کی یادگار دانشمندي اور مصلحت شناسی سے تعبیر کرتے ہیں - تاهم همارے لیے کوي مجبوري نہ تھی کہ چند دنوں کی اور تاخیر گوارا کرلیتے ' اور کہدیتے کہ جب تک اس اخري صورت کي نسبت مشورہ نہ کرلیا جاے ' اُس وقت تک کچھہ نہیں کیا جاسکتا - حضور ویسراے چاهتے ہیں تو بغیر انتظار نتائج جو فیصلہ چاهیں کر دیں - لیکن اگر مسلمانوں کی دلجوئی اور امنیت عامہ مقصود ہے تو صرف ایک شخص اپنی ذمہ داري پر کیونکر اتنے بڑے خونین معاملہ کے فیصلۂ آخري کو لیلے سکتا ہے ؟

میں سمجھتا ہوں کہ سنیچر اور اتوار کے دن شملہ میں ایسا کہنا کچھہ بھي مشکل نہ تھا - جیسا کہ دنیا کے ہر حصے اور ہر آبادي میں کہا جا سکتا ہے -

جمعرات سے پیشتر تک جسقدر گفتگو هوئي تھي ' غالباً جناب راجہ صاحب اور حضور ویسراے میں هوئي تھي - جمعرات کے دن یا جمعہ کے دن آخري راے کا مراسلہ دیکر انریبل سید رضا علي کو شملہ بھیجا گیا اور اسکے ساتھہ هي هز ایکسلنسي کي حرکت ظہور میں آئي - یہي آخري وقت مہلت لینے اور حزم و احتیاط کا تھا -

* * *

یہ واقعات تھے جو میرے علم میں ہیں ' اور یہ راے ہے جس کا اظہار میں نے اپنا فرض سمجھا - یہي سبب ہے کہ میں نے فیصلہ هي کے دن اپني راے سے حضرات متعلقین فیصلہ کو اطلاع دیدي ' اور اسي بناپر (ٹاون هال) کلکتہ کے جلسہ میں بھي سب سے پہلا رزولیوشن زمین مسجد کے متعلق رکھا گیا کہ اس سے حفظ مساجد کا بنیادي اصول خطرہ میں ' اور آئندہ کے لیے نظیر ہونے کا خوف سامنے تھا -

(گذشتہ و آیندہ)

یہ قطعي اور نا قابل تاویل ہے کہ مسلمانوں کي حق طلبي نے تعجب انگیز صورت میں فتح مندي حاصل کي - کسي حق طلبانہ ایجی تیشن کي کامیابي کي یہ صورت پوري تاریخ ہند میں یادگار اور آیندہ کیلیے سبق عبرت رهیگي - لیکن یہ فتح مندي زمین کے فیصلہ میں نہیں ہے بلکہ اس اصولي صورت معاملہ میں ہے کہ بالاخر اغماض و بے دردي کي جگہ حکومت کو اعتراف کرنا پڑا ' اور جبکہ تمام عرضداشتیں اور درخواستیں رد کر دي گئي تھیں ' تو خود ویسراے آئے اور اس معاملہ میں مداخلت کے سوا چارۂ کار نظر نہ آیا : فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون !!

اب آیندہ کیا کرنا چاهیے ؟ اسپر میں پانچ چھہ دن اور غور کرنے کي مہلت چاهتا ہوں اور ۱۴ - اکتوبر سے متصل غور کر رها ہوں - آیندہ نمبر میں اپنا خیال شاید ظاہر کرسکوں : و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما !

ترجمـہ اردو تفسـیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جالیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ -

ادارۂ الہـلال سے طلب کیجیے -

مسئلۂ عمان

مرحوم سلطان فیصل ، امیر عمان -

عمان ، بحرین کے بعد قریب خلیج فارس ، سواحل عرب پر ایک قدیمی عربی ریاست ہے - اسکے مشرق میں بحر عمان ، مغرب میں بحرین - اور شمال میں اضلاع حضر موت ہیں - ساحلی مقامات نہایت آباد و سر سبز ہیں ، پہاڑوں میں معدنیات بھی پاے جاتے ہیں -

یہ ملک ایک مستقل ریاست ہے ، جس کا پایہ تخت شہر " مسقط " ہے ، ملک کا رقبہ تخمیناً ۸۰ ہزار میل ہے اور آبادی ۱۰ لاکھ - تمام رعایا جو قبائل پر منقسم ہے ، فوج میں داخل ہے ، باشندے زیادہ تر اباضی طریقے کے خارجی مسلمان ہیں -

دیگر غیر محفوظ سواحل عرب کی طرح ایک مدت سے یہ بھی یورپین پالیسی کا شکار ہے ، ایک برٹش کونسل یہاں تمام امور میں دخیل کا رہے ، گو اب تک اغراض صرف تجارتی اور حفظ طرق ہند بتلاے گئے ہیں -

ہندوستان کی حفاظت کا عفریت بھی ایک بلاے بے درماں ہے ، جس سے کسی ملک کو پناہ نہیں !

گذشتہ دنوں جس فرمانرواے عمان کے ابتلاے آفات اور پھر وفات کی اطلاع آئی ، اوس کا نام " فیصل بن ترکی بن سعید " تھا ، سلطان سعید نہایت دلیر ، شجاع اور بلند حوصلہ امیر تھا ، اس نے نہ صرف عمان ہی کو اپنے قبضۂ حکومت میں رکھا ، بلکہ سواحل کی دوسری جانب افریقہ میں زنجبار ، اور ایشیا میں گوادر (بندر بلوچستان) پر بھی قابض ہوگیا !

سلطان سعید کے مرنے پر اوس کا ایک بیٹا (سلطان برغاش) زنجبار کی ، اور سلطان (ترکی) عمان کی مسند امارت پر بیٹھا - (ترکی) کو مسند نشینی کے تھوڑے ہی دنوں بعد اپنے بھائی عبد المجید سے برسر پیکار ہونا پڑا ، اور ناکامیاب ہوکر ناچار انگریزی جہاز کے سامنے اطاعت قبول کرلی ، اب ترکی کہ بجاے عبد المجید سلطان عمان مشتہر ہوا ، اور ترکی انگریزی جہاز میں قید ہوکر بمبئی لایا گیا ، یہاں وہ ایک مدت تک نظر بند رہا تھا - یہیں سابق سلطان فیصل پیدا ہوا - عبد المجید سے عرب خوش نہ تھے ، اسلیے سر برآوردگان عمان کی مخفی دعوت پر ایک عورت کے بھیس میں (ترکی) بمبئی سے عمان پہونچ گیا !

خوش قسمتی سے عبد المجید اس وقت عمان سے باہر شکار میں مشغول تھا ، اس لیے ارکان و عمائد عمان کی تائید سے وہ بلا مزاحمت ، تخت نشین ہوگیا اور شہر کے دروازوں کے گارڈ کو حکم دیدیا کہ عبد المجید جب واپس آئے تو سنجیدگی سے اوس کو کہدو کہ " تم اب سلطان عمان نہیں ہو " -

عبد المجید مجبوراً ملک کے اندرونی علاقے میں چلا گیا ، اور فراہمی جمعیت کے بعد لڑنے کو نکلا ، بالاخر ٦۰ ہزار ڈالر کے معاوضے میں اپنے دعوئیے تخت نشینی سے باز آیا ، جس کو برٹش گورنمنٹ نے ترکی کی طرف سے فوراً ادا کردیا ، اور ترکی اپنے حریف کے حملوں سے محفوظ ہوگیا -

وفات سے کچھہ دن پہلے سلطان " ترکی " کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکی شورش کا مقابلہ کرنا پڑا جسکے فرو کرنے کے لیے اوسنے اپنے محبوب فرزند امیر فیصل کو روانہ کیا ، امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل ہوا ، باغیوں کو شکست دی ، اور ایک انگریزی جہاز کی اعانت کی بدولت شدائد سفر بحری سے نجات پاکر عمان واپس آیا -

(ترکی) کے بعد " فیصل " ہندوستانی تجار اور اہل ملک کے انتخاب اور برٹش گورنمنٹ کی رضا سے امیر عمان منتخب ہوا ، فیصل اپنے باپ ہی کے زمانہ سے امور مہمہ سر انجام دے چکا تھا ، اس لیے اپنے بھائی " محمد " کے مقابلہ میں کامیاب رہا -

فیصل کو ملک کی متعدد بغاوتوں سے سابقہ پڑا ، پہلے اپنے چچا " عبد المجید " سے جو آخر قید ہوکر بمبئی آیا ، پھر ابن صالح سے جسکو ۱۰ - ہزار ڈالر دیکر راضی کیا گیا ، لیکن ایک شب کو اوس نے ناگہانی حملہ کردیا اور محل میں گھس پڑا ، سلطان بہ مشکل جان بچا کر ایک دوسرے قلعے میں چلا گیا ، پھر ایک اور سردار نے شورش کی ، جس پر انگریزی جہاز نے گولہ باری کی - آخر الامر اس موجودہ بغاوت سے سابقہ پڑا ، جسکے فرو کرنے میں وہ بالکل ناکامیاب رہا تھا ، اور کیا عجب که اوسکی موت ، شدت غم و حزن اور اندیشہ و فکر کا نتیجہ ہو -

مرحوم (امیر فیصل) سابق والی عمان

فیصل کی وفات پر اب اوس کا بیٹا سلطان " تیمور " امیر عمان ہے ، ریاست کا استقلال خاتمہ پذیر ، اور جدید حالات کمال درجہ رو باغتشاش ، و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا !

انگلستان کی جوع ارضی کو حفاظت ہند کا ایک ایسا بے امان بہانہ مل گیا ہے ، کہ اسکے صیاد طمع کیلیے عرب و افریقہ کے تمام گوشے شکار گاہ بن گئے ہیں - نہر سویز پر اسی کیلیے قبضہ ضروری ہے - مصر اسی بہانے کا قتیل ہے - خلیج فارس اور اسکی ریاستیں اسی کی بدولت دم توڑ چکی ہیں - کویت اور محمرہ کا خاتمہ ہوچکا ہے - تبت پر بھی اسی کیلیے پنجۂ آز بڑھا تھا - یہ سب کچھہ لعل ہند کی حفاظت کیلیے ہے ، لیکن کسے معلوم کہ یہ لعل درخشاں ہمیشہ ایک ہی خزانے میں رہیگا ؟ و تلک الایام نداولہا بین الناس ! !

انتقاد

مسئلۂ خطبات جمعۂ و عیدین

به تقریب رسالہ خطبات الاسلام

مصنفۂ مولوی محمد یونس، صاحب رئیس دناولی - علی گڈہ

مولوی صاحب نے اسمیں جمعہ کیلیے بطور نمونے کے چند اردو خطبے مرتب کرکے جمع کیے ہیں - مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو مفید وقت و حال خطبات کی طرف مائل کیا جاے - اس رسالے کو دیکھکر مجھے اصل مسئلۂ خطبات مساجد جمعہ کا خیال آگیا جسے مدت سے لکھنا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ لکھونگا -

جمعہ کا اجتماع اور حکم خطبہ مسلمانوں کے فلاح دارین کا وسیلۂ عظمی تھا - اس سے مقصود یہ تھا کہ ہفتے میں ایک بار لوگوں کو انکی حالت اور ضرورت کے مطابق ہدایت و ارشاد کی دعوت دی جاے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایک دائمی ذریعہ ہو -

خطبہ در اصل ایک وعظ تھا جیساکہ وعظ ہوتا ہے - آنحضرۃ (صلعم) کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کا بھی یہی حال رہا اور تمام عربی حکومتیں جو اسکے بعد قائم ہوئیں انمیں بھی خلفا و سلاطین کو مساجد کے ممبروں پر وعظ کرتے ہوے تاریخ میں دیکھا جا سکتا ہے - حقیقت خطبہ کے لیے کتب صحاح کے ابواب متعلق جمعہ و خطبہ کی احادیث دیکھنی چاہیئں -

لیکن ہماری اصلی مصیبت ہمارے حالات میں نہیں ہے کہ وہ نتائج ہیں - اسکا اصلی منبع ہمارے اعمال کے تحریف و نسخ میں ہے کہ وہی علل و اسباب ہیں - شخصی حکومتوں کے قیام ' عجمی سلاطین کی کثرت ' سنت خلفاء راشدین کے ضیاع ' اور جہل و غفلت کے استیلا نے ہر اسلامی عمل کو ایک لباس ظاہر دیکر اسکی روح حقیقت سلب کرلی ہے ' خطبۂ جمعہ اور عیدین و نکاح کا بھی یہی حال ہے -

اب خطبے کے معنی یہ رہگئے ہیں کہ عربی زبان میں ایک چھپی ہوئی کتاب ' جو بازار سے خرید لی جاے ' اور الف لیلہ کی طرح اسمیں سے ایک خطبہ غلط سلط پڑھکر سنا دیا جاے - آواز بشدت کریہہ ہو ' اور لب و لہجہ میں عربیت پیدا کرنے کیلیے ہرجگہہ تفخیم و ثقالۃ سے کام لیا جاے - بعض لوگ قران شریف کی حاصل کردہ قرات کو اسمیں بھی صرف کرتے ہیں ' اور پھر جو شخص ہر لفظ کے آخری حرف کو پوری سانس میں کھینچ کر پڑھدے وہ سب سے بڑا قاری ہے !!

بسا اوقات غریب پڑھنے والا بھی نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں ؟ الف لیلہ کی ایک رات کا افسانہ ہے ' قلیوبی کی کوئی حکایت ہے ' یا ارشاد و ہدایت امت کا وہ عظیم و جلیل عمل اقدس ' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ممبر پر کھڑے ہوکر مجھکو انجام دینا پڑتا ہے ؟ پھر سننے والوں کی مصیبت کا کیا پوچھنا ؟ کوئی اونگھتا ہے ' کوئی اپنے ساتھیوں سے صبح کے بازار کا بھاؤ پوچھتا ہے !

یہ تمسخر انگیز تذلیل و تحقیر ہے اس مذہب عظیم کے اعمال دینیہ کی ' جس کے داعی اول نے اپنے خطبات و مواعظ سے ایک بادیہ نشین قوم کو روم و ایران کے تمدن کا مالک بنا دیا تھا !

و ما کان اللہ لیظلمہم ' و لکن کانوا انفسہم یظلمون !!

یقین کرو کہ جب حضرۃ (مسیح) نے بنی اسرائیل کی ذلت و ہلاکت پر ماتم کیا تو شریعت موسوی کے احکام و اعمال کا بعینہ یہی حال تھا جو آج تم نے خدا کی شریعت کا بنا رکھا ہے - مسیح اگر اُن فروسیوں اور صد وقیوں پر روتا تھا ' جو کو بڑی بڑی آستینوں کے جبے پہنتے ' ہر وقت دعائیں مانگتے ' اور بڑی بڑی مہیب تسبیحیں اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے ' پر شریعت کے حکموں کو انہوں نے مسخ اور اعمال صالحہ کو بے اثر کردیا تھا ' تو ہمیں بھی اپنے عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاہیے جو انکی طرح یہ سب کچھہ کرتے ہیں پر اُنہی کی طرح حقیقت سے بھی خالی ہیں !!

میں سرے سے اس امرہی کا اعدا عدو دشمن ہوں کہ خطبے لکھے ہوے پڑھے جائیں - یہ ایک بدعت ہے جسکا نہ تو قرون مشہود لہا بالخیر میں ثبوت ملتا ہے اور نہ علت حکم اسکا موید - خطبہ ایک وعظ ہے - پس مسجدوں میں ایسے خطیب ہونا چاہییں جنکو یہ قابلیت حاصل ہو کہ جمعہ کے خطبے کیلیے طیار ہوکر آئیں ' اور زبانی مثل عام مواعظ کے وعظ کہیں - ضرور ہے کہ قوم کی موجودہ حالت انکے پیش نظر ہو - جو بیماریاں آج ہمیں لاحق ہیں ' انہی کا علاج بتلائیں ' نہ کہ اُنکا ' جو اب سے پانچ سو برس پہلے تھیں ؟

جو خطبات عربیہ آجکل رائج ہیں ' میں نے سب کو پڑھا ہے - وہ تو اُس وقت کیلیے بھی موزوں نہ تھے ' جس وقت کیلیے لکھے گئے تھے - پھر آجکل کی حالت کا کیا ذکر ؟

خطبہ کا یہ مطلب کس نے بتلایا ہے کہ صرف جمعہ و عیدین کے چند مسائل بیان کردیے جائیں اور کہدیا جاے کہ ایک دن مرنا ہے پس ڈرو اور موت کو یاد کرو ؟ بیشک ' موت کو یاد کرنے سے بڑھکر انسان کیلیے دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہو سکتی - کفاک بالموت واعظاً یا عمر! - لیکن صرف یہ کہدینا لوگوں کو ڈرانے کیلیے کافی نہیں ہے - موت کی یاد کے ساتھہ انکو اُس زندگی کا طریقہ بھی بتلانا چاہیے جو تذکرۂ آخرہ کے ساتھہ ملکر ' انسانوں کو دونوں جہانوں میں نجات دلا سکتی ہے

بڑا مسئلہ زبان کا ہے - اور ضرور ہے کہ ایک مختصر سے خطبۂ ماثورۂ عربیہ کے بعد ' وعظ اُسی زبان میں ہو ' جو سامعین کی زبان ہے ' ورنہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ سے حاصل کیا ؟

شریعت نے کیسی عمدہ مصلحت اس میں رکھی کہ جمعہ کے خطبے کو نماز فرض کا قائم مقام قرار دیا اور اسکی سماعت کو فرض بتلایا - امام ابو حنیفہ (رح) کے نزدیک دونوں خطبوں کا سماع واجب ہے ' اور امام شافعی (رح) کے نزدیک صرف پہلے کا - اُس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں -

اس سے مقصود یہی تھا کہ لوگ عمل عبادت کی طرح نصائح و ہدایت کو بھی سنیں - پھر اُن نصائح کو ایسا اہم ہونا چاہیے کہ مصروفیت نماز سے بھی اقدم و انفع ہوں کیا یہ خطبات جو آجکل دیے نہیں بلکہ اٹک اٹک کر پڑھے جاتے ہیں اور لوگ بیٹھے ہوے اونگھتے ہیں ' یہی وہ مواعظ ہیں ' جنکی سماعت فرض ' اور اُنکی موجودگی میں نماز تک ممنوع ہے ؟ فاین تذہبون ؟

عقل و شریعت کیلیے ماتم ہے کہ موجودہ علما خود اس طریق کے عامل اور اس پر پوری طرح قانع ہیں ! فما لہا اولاء القوم ' لا یکادون یفقہون حدیثا !

بڑي مصیبت یه ہے که مساجد کي امامت عموما جہلا کے هاتهوں میں ہے اور یه کام ایک ذریعۂ معاش بن گیا ہے - وہ بچارے کہاں سے ایسي قابلیت لائیں که برجسته خطبه دیں اور اسکے تمام شرائط کو پورا کریں !

خطبه کے معني تو یه هیں که نه صرف عام حالت کي اسمیں رعایت کي جاے ' بلکه گذشته جمعه کے بعد جو نئے حالات و حوادث دنیا میں گذرے هیں اور انکي بنا پر مسلمانوں کو جو کچهه تعلیم کرنا ضروري ہے ' اسکے بهي رعایت اسمیں ملحوظ رہے - ضرورت اسکي تهي که جنگ بلقان و طرابلس کا ذکر خطبوں میں هوتا - مسجد کانپور کا جب حادثه پیش آیا ' تو اسکے بعد کے جمعه میں هر جگهه خطباء اس واقعه کے متعلق بیان کرتے - مسلمانوں کي تعلیم ' انکي سیاسي حالت ' انکے اخلاق و اعمال ' انکي ضروریات حالیه ' اگر مساجد کي تعلیم سے درست نهونگي تو کیا رائي - ایم - سي کے پریچنگ هالوں میں انکو ڈهونڈها جاے ؟ اگر یه سلسله درست هوجاے تو پهر نه انجمنوں کي ضرورت ہے ' نه کسي مرکزي کانفرنس کي لوکل کمیٹیوں کي ' اور نه مسلم لیگ کي شاخوں کي -

میں نے ایک بار کہا تها که میرے فکر و نظر اور آجکل کے ارباب عمل کے کاموں میں ایک بہت بڑا اصولي فرق یه ہے که وہ راہ تاسیس اختیار کرتے هیں ' اور میں صرف تجدید و احیاء کي ضرورت سمجهتا هوں - یه بحث بهي اسي کي ایک مثال ہے -

اس کام کیلیے ضرورت ہے علماء حق کي بیداري اور اداء فرض کي ' ضرورت ہے تمام ائمۂ مساجد هند کے حالات کي تفتیش و تحقیق کیلیے ایک باقاعدہ صیغه کي ' ضرورت ہے ایک مدرسه کي اور ایک خاص نصاب تعلیم کي جس میں سے مساجد کے پیش امام و خطباء طیار هوکر نکلیں ' لیکن :

تن همه داغدار شد ' پنبه کجا کجا نهي ؟

لوگ مسجد کانپور کے جمع شدہ روپیه کے مصارف ڈهونڈهتے هیں ' مجهے ایک مرتبه خیال هوا که اعانت ورثاء شهداء و ایتام کے بعد اس سے کانپور میں ایک مدرسه کیوں نه طیار کیا جاے جس میں مساجد کے پیش امام اور خطباء کو تعلیم دي جاے ؟ روپیه مسجد کیلیے تها اور مساجد کے احیاء هي میں اسے صرف بهي کرنا چاهیے -

جس رساله کا عنوان میں ذکر کیا ہے ' اصلاح خطبات کے سلسلے میں قابل ذکر ہے - مولوي صاحب نے اسمیں جمعه کے چند خطبات اردو میں لکهکر جمع کیے هیں - اور دیباچه میں علما و ارباب فکر سے خواهش کی ہے که وہ اس بارے میں انهیں مشورہ دیں ' تاکه دیگر حصص بهی شائع هوں -

میں اس نیک و مفید خیال پر انهیں مبارک باد دیتا هوں - اس قسم کے حقیقی کاموں کو آج کون سونچتا اور کون کرتا ہے - البته جو طریق تحریر و عبارت انهوں نے اختیار کیا ہے وہ قابل اصلاح ہے - لکهنے پڑهنے میں قدیم طرز کی پابندي سے کیا حاصل ؟ خطبه کی عبارت نہایت موثر هونی چاهیے تاکه دلوں کو کهینچ لے اور سامع کو اسکا ذوق دوسري طرف متوجه نه هونے دے - مطالب بهی جو خطبات میں بیان کیے گئے هیں ' وهی هیں جو عموماً پرانے خطبوں میں پائے جاتے هیں - یه طریق اصلاح نهیں - اور نه اس سے کوئی فائدہ حاصل هو سکتا ہے - اصل شے تو مطالب هی کی تبدیلی ہے - اسمیں مسلمانوں کے تمام موجودہ امراض ملی واجتماعی کو پیش نظر رکهنا چاهیے اور ان چیزوں اور شریعت

مطبوعات جدیده

غبطة الناظر

قیمت ٨ - آنه : سپرنٹنڈنٹ بیکر هوسٹل - دهرمتلاء - کلکته

عرصه هوا ' ڈاکٹر اڈورڈ ڈینسن راس سابق پرنسپل مدرسه کالج کلکته نے اسے بعد تهذیب (یڈٹ) شائع کیا تها - ایک روپیه قیمت تهي - اب نصف کردي -

یه عربي میں حضرة شیخ عبد القادر جیلاني قدس سرہ کي ایک مختصر سوانح عمري ہے ' جسکا قلمي نسخه بانکي پور کے کتب خانه سے هاتهه آیا - ڈاکٹر راس دیباچه میں لکهتے هیں :

" یه ایک نادر کتاب ہے - اصل نسخه میں مصنف کا نام نه تها - لیکن پہلے صفحه پر " تالیف المرحوم قاضي القضاة الشافعي شیخ الاسلام ابن حجر " کاتب کے هاتهه سے مسطور ہے - اس سے خیال هوتا ہے که ابن حجر عسقلاني کي تصنیف ہے - لیکن ابن حجر کي تصنیفات میں اسکا ذکر نهیں - تاهم چونکه کتاب نادر ہے اور میرے اکثر مسلمان احباب حنفي و قادري هیں ' میں نے چاها که اسے شائع کردوں "

جس زمانے میں یه رساله چهپ رها تها ' اسي زمانے میں میں نے کهدیا تها که اسکي اشاعت مفید نهیں اور نه اسمیں کوئي خاص بات ہے - شیخ کے حالات میں مبسوط کتابیں مثل (بهجة الاسرار) وغیرہ کے موجود هیں اور جابجا انهیں کے حوالے سے اسمیں بهي مطالب نقل کیے گئے هیں - پهر طرز جمع و تحریر نهایت عامیانه اور معمولي ہے - حافظ عسقلاني کي تو قطعي نهیں هو سکتي - ابن حجر مکي کی هوگی که انکی تمام زندگی ایسی هی تصنیفات میں بسر هوي ہے !

افسوس که نا واقفیت کي وجه سے ڈاکٹر موصوف نے لا حاصل وقت اور روپیه ضائع کیا -

حدائق البیان فی معارف القران

٣ - روپیه - دفتر اخبار مشرق - گورکهپور

٣٤٣ - صفحه کي ضخیم کتاب ہے - مصنفه مولانا محمد عبد الغفور صاحب فاروقي ریٹائرڈ سب جج محمد آباد اعظم گڈه -

حافظ سیوطي کي ایک نهایت مفید کتاب (اتقان) ہے جسمیں قران کریم کے جمع و ترتیب ' قرأت و رسم الخط ' علوم متعلق تفسیر ' اور طبقات علوم القران وغیرہ کے متعلق مصنفات قدما کا عمدہ انتخاب کیا ہے - اس سے قران کریم کے متعلق متعدد

[پہلے کالم کا بقیه مضمون]

کے ان حکموں پر زور دینا چاهیے ' جنکے ترک نے مسلمانوں کو فلاح کونین سے آج محروم کردیا ہے -

مولوي صاحب اپنے فکر کو وسیع تر کریں - میں انکے حسن ضرورت و اصلاح کا معترف هوں ' مگر مجهے سخت تعجب ہے که انهوں نے نفس مطالب میں کیا تبدیلي کي اور کیونکر ان مضامین پر مطمئن هوگئے ؟

رساله غالباً مصنف سے مفت ملیگا -

مباحث و مطالب میں نہایت قیمتی مدد ملتی ہے - غالبا اردو کی یہ جدید کتاب اسی سے ماخوذ ہے - اور نام میں " معارف " کا جو لفظ ہے ' تو اس سے مقصود قران کریم کے متعلق مفید معلومات کا التقاط و انتخاب ہوگا ' نہ کہ معارف و اسرار و علوم قرانیہ -

فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمنی مطالب بھی بہت سے درج کر دیے ہیں - مثلا بحث جہر تسمیہ و قراۃ فاتحہ خلف الامام و مناقب امام ابو حنیفہ و رد مخالفین احناف وغیرہ وغیرہ - لیکن اسکی کیا ضرورت تھی ؟

کتاب اسقدر عمدہ چھپی ہے کہ لیتھو کی چھپائی کا بہترین نمونہ ہے - ایسی عمدہ طباعت پر ہم مشرق پریس گورکھپور کو مبارک باد دیتے ہیں - کتاب کے کاغذ اور چھپائی کے مقابلے میں قیمت کچھہ بھی گراں نہیں -

ریاض القرا

ناصر الدین محمد مدرس مدرسۂ محمدی - والی پتھیہ - مدراس

مولانا حاجی محمود صاحب نے یہ اردو رسالہ فن قرات میں مرتب کیا ہے - مسلمانوں نے اپنی الہامی کتاب کی جسقدر خدمت کی ہے ' دنیا کی کسی قوم نے نہیں کی ' لیکن افسوس کہ آج انکی غفلت بھی اور قوموں سے زیادہ ہے !

از انجملہ فن قرات کی تدوین ہے - اسلام جب عجمی اقوام میں پھیلا جو قدرتی طور پر عربی زبان کے مخارج و تلفظ سے نا واقف اور غیر مستعد تھے ' تو ضرور ہوا کہ انکی تعلیم کیلیے کوئی فن ایسا وضع کیا جاے ' جس کے ذریعہ وہ حروف عربیہ کا صحیح مخرج ادا کرسکیں - پھر طریق قرات و مباحث وقف وغیرہ بھی اسمیں داخل ہوگئے - اگرچہ (بقول حضرۃ شاہ ولی اللہ) اس طرح کے فنون میں انہماک کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معانی کلام اللہ پر تدبر کرنے کی جگہ حرفوں کے مخارج پر تمام قوت تلاوت صرف ہونے لگتی ہے ' اور آجکل کے زمانے میں اصلی ضرورت فہم قران کی ہے نہ کہ رعایت قرات کی ' تاہم ہر شے کا صحت سے پڑھنا ایک ضروری چیز ہے اور علی الخصوص حفاظ کیلیے تو نہایت ضروری -

اردو میں پیشتر سے بھی متعدد رسائل موجود ہیں - مگر اس رسالے میں یہ بات مزید ہے کہ اصول قرات کے بعد قرا کے حالات بھی درج کیے ہیں -

حقیقت اسلام

۶ - آنہ : منشی نور الحسن - ٹرنٹی مشرف منزل - علی گڈہ

جناب حاجی محمد موسی خاں صاحب رئیس دتاولی نے اپنے وہ مضامین اسمیں جمع کیے ہیں جو انہوں نے " عقائد و احکام اسلامیہ کے عقلی فوائد و مصالح پر مختلف اخبارات میں لکھے تھے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مذہبی پابندی کی دعوت دی جاے "

مذہب کی ضرورت ' توحید و رسالت ' احکام خمسۂ اسلامیہ ' عقائد اوامر و نواہی ' اور اسی طرح کے اکثر ضروری عنوانات پر مضامین ہیں - اس قسم کے رسائل کی آجکل جس قدر اشاعت ہو ' اچھا ہے - اسلامی احکام کو غیروں کے سامنے پیش کرنے کی آج اسقدر ضرورت نہیں ہے ' جس قدر خود مسلمانوں کے آگے -

کرشمۂ قدرت

۱۲ - آنہ مولوی نور محمد پیر کوہاٹ جھنگ

مختلف امراض کیلیے مختلف نسخوں کا ایک مجموعہ ہے ' جسمیں سب سے پہلے ایک نسخہ تریاق الامراض نامی درج کیا ہے اور اسکے متعلق دعوا کیا ہے کہ تمام بیماریوں کیلیے یکساں مفید ہے ! پھر بعض دیگر امراض کیلیے نسخے ہیں - اخر میں عرق خضاب وغیرہ کی ترکیبیں -

معلم البنات (اردو ریڈر نمبر ۱)

خواجہ فیاض حسن - مدرسۂ شاہی - آگرہ

لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم کے ایک سلسلے کا پہلا نمبر ہے جسمیں مفرد حروف سے مرکبات بنائے ہیں - ارقام و اعداد کے نقشے ہیں - نصیحت کے جملے اور چھوٹے چھوٹے خط عزیزوں کے نام دیے ہیں - ابتدائی تعلیم کیلیے یقیناً مفید ہوگی -

عقائد عثمانی

۲ - آنہ : مسلم کلب خانہ عثمانیہ حیدر آباد - دکن

ابتدائی تعلیم کا ایک مفید رسالہ ہے - اسلامی عقائد ضروریہ اور اوامر و نواہی کو صاف اور سلیس عبارت میں درج کیا ہے - خوشخط اور جلی قلم -

لکھنؤ میں جلسہ

فیصلۂ مسجد کانپور

عام راے کی فتح !

دو روز سے لکھنؤ میں چرچا تھا کہ وائسراے کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ایک عام جلسہ ہوگا چنانچہ حسب اعلان آج یکشنبہ کو تین بجے جلسہ قرار پایا - قیصر باغ کی بارہ دری میں غیر معمولی اجتماع کے ساتھہ جلسہ منعقد ہوا ' مسٹر نبی اللہ پریسیڈنٹ جلسہ نے جلسہ کا مقصد بیان کیا - جلسہ نہایت سکون اور خموشی کی حالت میں شروع ہوا ' اور غالباً اسیطرح ختم بھی ہو جاتا ' مگر یکا یک لوگوں میں ایک بے چینی پیدا ہوئی جس نے رفتہ رفتہ اسقدر ترقی کی کہ آخر کار جلسہ میں ایک انقلاب عظیم ہوگیا ' بعض اشخاص نے نہایت پر تاثیر تقریریں کیں جن سے عام جلسہ کا رنگ بالکل بدل گیا - شکریہ والا ریزولیوشن تو پاس ہوا لیکن ایک دوسرا ریزولیوشن بھی پیش کیا گیا ' جسکا مطلب یہ تھا کہ " مسجد کا کوئی حصہ کسی حالت میں ' کسی دوسرے کام میں نہیں لایا جاسکتا ' لہذا موجودہ صورت کسیطرح تسلی بخش نہیں ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مسجد بعینہ پہلی حالت میں تبدیل کر دی جاے "

یہ ریزولیوشن جسوقت پیش کیا گیا تو اس زور و شور سے اسکی تائید کی گئی کہ نہ در و دیوار سے صداے بازگشت آتی تھی ' آخر کار تمام ارباب حل و عقد کو بھی بلا اختلاف اس ریزولیوشن کو منظور کرنا پڑا - آخر میں ان لوگوں پر اظہار افسوس بھی کیا گیا جن لوگوں نے احکام اسلام کے خلاف فتوی دیکر حضور وائسراے بالقابہ کو دھوکا دیا ' اور مسلمانوں کو نا قابل تلافی نقصان پہونچایا -

اگر چہ آپ کو اسکی خبر ہوجائیگی مگر میں نے اپنا فرض سمجھا کہ آپ ایسے محسن قوم کو اسکی اطلاع من و عن پہونچا دوں -

(" معین " از لکھنؤ)

شئون عثمانیه

عالم اسلامی

شروط صلح دولت علیه و بلغاریا

تفصیلي بیان عربي ڈاک سے

ستمبر میں دولت علیه عثمانیه اور حکومت بلغاریا کے مابین معاهده صلح ختم هوگیا ' اور طرفین کے دستخط ثبت هوگئے - لیکن اب تک سواے بعض دفعات ' شروط صلح کا کامل مسوده شایع نهیں هوا تها - اس هفتے کي ڈاک کے جرائد آستانه و قاهره میں اسکي تفصیل آگئي هے - کل ۲۰ دفعات هیں جن میں سے ضروري مواد کا خلاصه حسب ذیل هے :

(۱) دونوں حکومتوں کي سرحد کي ابتدا نهر (روز رایا) سے شروع هوکر ساحل بحر ایجین پر ختم هوگي - دهانه نهر (روز رایا) کا خط حدود مجمع انهار (بیرروگو) و نهر (ڈیلیوا) سے ملتا هوا جنوب غربي اور شمال غربي کو قطع کریگا - اس مجمع النهرین سے گزر کر (نهر ڈیلیوا) کے ساتهه ساتهه آگے بڑهکر ' نهر (گولیما) سے مل جاے گا ' پهر نهر (گولیما) کي دهني شاخ سے ملکر اوس نهر سے متصل هوگا ' جو (ترک خلطي) کي طرف سے آتي هے ' یهاں قدیم و جدید حدود متحد هوجالینگے ' اور یهاں سے قدیم حدود کے ساتهه ساتهه (بالا بان باشی) تک جدید خط سرحد متحد رهے گا ' اسکے بعد سے جدید خط براه راست (نهر طاهون) تک آسے گا ' اور نهر (طاهون) سے جانب شمال نهر (مریم) تک ' جو مصطفی پاشا کے مشرق میں بهتي هے -

نهر (مریم) کے مغربی رخ سے بخط مستقیم اوس ریلوے پل تک یه خط الیے گا ' جو نهر (جرمن) پر واقع هے ' اور دهانۀ نهر (جرمن) کے شمال سے اوس جنگل تک ' جس کا نام (تازي) هے اور جس کا نمبر (۶۱۳) هے - یهاں سے خط تحدید قریه (یا بلاحق) اور قریه (عرلجق) سے جو عثمانی حدود میں هیں ' نخل زار (نمبر ۴۴۱) اور (نمبر ۳۶۷) سے گذرتا هوا ' نهر (اردا) تک اے گا ' نهر (اردا) کے ساتهه ساتهه مشرق کي جانب نهر (غاجوحور) - نهر (اتون) - دهانه نهر (الکالن) - دهانۀ نهر (ماندرا) اور نهر (ماریقا) سے پیچ و خم کے ساتهه گزرتا هوا ' ساحل نهر (ایجین) پر پهنچ کر ختم هو جاے گا -

(۲) دستخط سے (۱۰) دن کے بعد ایک دوسرے کے حدود سے دونوں حکومتوں کي فوجیں هٹ جائینگي - اور اسکے بعد (۱۵) روز کے اندر هر حکومت کے عهده دار حسب قوانین و رسوم جاریه ایک دوسرے کو اوسکي ملکیت پر قبضه دیدینگے اور (۳) هفته کے اندر دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے اسیران جنگ کو رها کردیں گي -

(۳) بمجرد ثبت دستخط ' فریقین میں ڈاک ' تلغراف ' اور ریلوے کے تعلقات شروع هوجالینگے -

(۴) ایک سال کے اندر فریقین میں تجارت اور جهاز راني کا وه معاهده جو ۱۹ جنوري سنه ۹۱۱ ع میں طے هوچکا هے ' از سر نو شروع هوجالیگا ' اور چنگي کا محصول جو عموماً حسب قواعد رائج هے ' اور مصنوعات کا ورود و صدور جائز هوگا - اور نیز تعیین سفرا کے متعلق ۲ - دسمبر سنه ۱۹۰۹ع میں جو فرامین صادر هوچکے هیں ' وه بدستور قائم رهینگے -

(۵) دستخط سے ایک مهینے کے اندر دونوں طرف کے اسیران جنگ رها هوجالینگے ' ان کے مصارف وهي حکومت قبول کرے گي جن کے پاس وه قید تهے ' البته تنخواهیں هر حکومت اپنے اپنے اسیروں کے لیے آپ ادا کریگي -

(۶) طرفین کے وه تمام اشخاص جنهوں نے اس جنگ میں کسي طرح کا مخالفانه حصه لیا اور وه ایک دوسرے کے قبضه میں آگئے هیں ' اون سب کے لیے حکم عفو عام صادر هوا هے -

(۷) وه زمینیں جو دولت عثمانیه کي طرف سے حکومت بلغاریا کو ملي هیں ' وهاں کے باشندے بلغاري رعایا هوجالیں گے ' لیکن چار سال کے اندر تک اون کو حق حاصل هے که بلغاري رعایت سے نکل کر رعایت عثمانیه میں داخل هو جالیں ' اس کے لیے حکومت بلغاریا اور ترکش کونسل کو پہلے اطلاع دیني چاهیے ' اور جو ابهي بچے هیں وه سن رشد و بلوغ نے چار سال بعد تک اس اختیار سے مستفید هو سکیں گے -

ان اطراف و جهات کے مسلمان باشندے ' جو اب بلغاري رعایا هوجالیں گے ' چار سال تک فوجي خدمت اور فوجي محصول سے بالکل مستثنی رهینگے -

اگریه مسلمان عثماني رعیت هونے کو ترجیح دیں گے تو چار سال کے اندر بلغاري علاقے سے مع اپنے سامان و اسباب کے نکل جالینگے ' اور اسکے لیے اون کو چنگي کا کوئي محصول ادا کرنا نه پڑے گا ' نیز یه بهي اون کے لیے جائز هوگا که اپني زمین و زراعت و جائداد اپني ملکیت میں باقي رکهیں اور اپنے طرف سے کسي دوسرے کو ان کا اهتمام و انتظام سپرد کردیں -

(۹) بلغاري مسلمانوں کو وهي حقوق عطا هونگے جو خود بلغاریوں کو حاصل هوں گے ' اور ان کو عقائد و عبادات و رسوم دینیه کے قیام و ادا میں کامل حریت هوگي - رسوم و عوائد اسلامیه کا احترام هوگا - سلطان کا نام بحیثیت خلافت دیني خطبوں میں پڑها جاے گا -

اوقاف اور مجالس دینیۀ اسلامیه جو اس وقت موجود هیں یا آینده کبهي قائم هوں ' اپنے قواعد و نظام عمل کے ساتهه حکومت بلغاریا میں بلا قید و شرط اور بغیر مداخلت ' محترم و معتبر هوں گے ' اور بلا قید و شرط ' اونمیں مداخلت صرف علما اور پیشوایان مذهبي کے ساتهه مخصوص رهے گي -

اوقاف و مجالس بلغاریه جو دولت عثمانیه میں موجود هیں اون کو بهي وهي حقوق عطا هوں گے ' جو دیگر مسیحي اوقاف و مجالس کو حاصل هیں -

(۱۰) وه اوقاف جو اب بلغار حکومت میں داخل هوگئے هیں ' ان میں بهی وهي قوانین جاري رهینگے جو اس وقت دولت عثمانیه میں جاري هیں - اور ان کے انتظام و اهتمام کے لیے خاص عهده دار متعین هونگے - ان میں کسي طرح کا اوس وقت تک تغیر

و تبدل نه هوگا ' جب تک که ان کا کافی معارضه ادا نه کردیا جاے - اور ان اوقاف کي رقمیں جن ضرورتوں میں پہلے صرف هوتي تهیں' انهیں ضرورتوں میں اب بهي صرف کي جائیں گي -

(۱۱) خاص سلطاني اور ارکان خاندان سلطاني کي جاگیر جو اب بلغاري علاقے میں واقع هوگئي هیں' اپنے قدیم مالکوں کے قبضے میں علی حاله باقي رهیں گي - اگر ان کا فروخت کرنا منظور هوگا تو هر حال میں بلغاري رعایا کو دوسروں پر ترجیح دي جائیگي -

(۱۲) بلغاري حکومت میں ایک رئیس المفتیئین کا عهده قائم کیا جائیگا جو مسلمانان بلغاریا کے انتخاب ' شیخ الاسلام قسطنطنیه کي منظوري' اور حکومت بلغاریا کے قبول سے نامزد هوگا ' اوس کے ماتحت هر صوبه میں مفتي رهینگے ' جو مسلمانوں کے تمام مذهبي و دیني احکام و فتاوي کو جاري و نافذ کرینگے ' ان تمام مذهبي عهده داروں اور اونکے ماتحت نظارت محررین و وکلا کے وظائف اور تنخواهیں حکومت بلغاریا ادا کریگي - ان کي تغییر و تبدیل کا حق صرف رئیس المفتیئین کو هوگا -

(۱۳) حکومت بلغاریا رئیس المفتیئین کي هدایت و مشوره سے مسلمانوں کے لیے خاص مدارس قائم کریگی - مدارس کي زبان ترکي هوگي ' اور بلغاري زبان بهي اوس میں پڑهائي جاے گي - رئیس مدارس مسلمانوں کے تعلیمي امور و مسائل کے متعلق حکومت بلغاریا سے براه راست گفتگو کرے گا -

(۱۴) هر صوبه میں جهاں مسلمان هوں ' اوقاف و مدارس و مجالس اسلامیه کی نگراني و انتظام کے لیے ایک مجلس هوگي' جس کے ممبر صرف مسلمان هوں گے - اس قسم کي مجلسوں کا حکومت پورا احترام و اعتبار کرے گی -

---

فیصله مسجد کانپور

از جناب مولوي محمد وحید الدین صاحب (علي گڈهه)

۲ - ذیقعده سنه ۱۳۳۱ هجري روز چهار شنبه کا "الهلال" میں نے دیکها' اوس میں مسجد کانپور کے مضمون کو دیکهکر مجهکو بهت حیرت هوئي - اب تک تو یه سنا تها که مسجد کانپور کي زمین گورنمنٹ نے چهوڑ کر مسجد کو دیدي مگر آپ کے اخبار سے معلوم هوتا هے که مسجد کو زمین متنازعه فیه واپس نهیں دي گئي ' بلکه یه حکم دیا گیا هے که اوس زمین میں آٹهه فٹ کي محراب قایم کرکے اوسپر مسجد کے متعلق سه دره تعمیر کرایا جاے - اگر یه خبر صحیح هے اور غالباً صحیح هوگي جب تو رسالهٔ "الهلال" اور نیز اخبار "وکیل امرتسر" میں درج هوئي هے - تو اس بنا پر یه بالکل صاف بات هے که یه زمین هرگز ابهي تک مسجد کو نهیں ملي کیونکه کتب فقه کے دیکهنے سے ظاهر هو جاے گا که جو زمین که اوسمیں مسجد کا سامان رکها جاے ' یا وه زمین جو مسجد کي ضروریات کے واسطے هو' قطعاً مسجد میں داخل هے ' غسل خانه وغیره جو مسجد کي ضروریات میں سے هے اوسکي زمین بهي مسجد هي میں داخل هوگي -

پس زمین متنازعه فیه میں جب ایک محراب اس غرض سے بنائي گئي که لوگوں کي آمد و رفت کے واسطے راسته هو اور اوس محراب پر سه دري بناکر مسجد کے متعلق کر دي گئي' تو کیا اس زمین کو یه کها جاسکتا هے که یه زمین مسجد کے متعلق هے ؟

میں نے جو عرض کیا هے وه موافق تحریرات اخبارات هے اگر تحریرات اخبارات غلط هیں تو میري عرضي بهی بناء الفاسد علی الفاسد کی صورت اختیار کرکے غلط هوگی' ورنه نهیں -

بریدِ فرنگ

دولۃ علیه کا مستقبل

(نیرابست) کي تازه اشاعت میں ایک نهایت باخبر شخص کي مراسلة شائع هوئي هے ' جو لکهتا هے :

" نهایت عیارانه مخفي تدبیریں یونان کے ایجنٹوں کے ذریعه عمل میں آرهي هیں - انکي غرض یه هے که اسطرح عام خیال کو ترکي و یونان کي موجوده گفت و شنید کي طرف متوجه کیا جالے اور اصلي امور سے جو اس میں پوشیده هیں' پهیرکر ' کسي اور طرف مائل کیا جاے - یه لوگ ترکوں کے مظالم کي قدیم فرضي اور مصنوع داستانیں سرزمین برطانیه میں شائع کر رهے هیں - حالانکه وه نهیں جانتے که سب سے مخفي رازهاے سربسته جنکا انکشاف اب هوا هے ' ملک کو ایسي باتوں کے قبول کرنے کا کبهي موقع نه دینگے - اگر اب کوئي تیسري جنگ بلقان میں چهڑ جاے تو ترک اپنے دشمنوں کے ساتهه اسي انصاف پژوهي کے ساتهه پیش آئیں گے جو انهوں نے سنه ۱۸۹۶ ء کے جنگ میں دکهلائي تهي - اور همیں یقین هے که وه ایسا نکرینگے جیسا که یونان نے اپنے حلیف بلغاریا کے ساتهه کیا -

ترکوں کے طرز عمل کے متعلق دو ابتدائي باتیں بطور اصول کے قابل لحاظ هیں -

(۱) ترکوں کو ضرورت هے که بیروني حملوں کے خوف سے بالکل مامون هوجائیں اور

(۲) ملک کي اندروني ترقي و ترفه کے متعلق تدابیر عمل میں لائیں -

یه دو امور ایسے هیں جن پر برطانیه عظمی بلکه تمام یورپ کا مفاد منحصر هے - ترکوں نے جو جنگي صدمات پهلي جنگ بلقان میں اٹهاے وه یورپ کے لیے بڑا موثر سبق هونا چاهے - اس جنگ کي وجه سے اسٹریا کو اکیس ملین پونڈ صرف اپني فوج کي گرد آوري پر خرچ کرنا پڑا ' اسي کي وجه سے جرمني کو ایک خاطر خواه تعداد کا اضافه اپني فوج میں کرنا پڑا ' اسي طرح کي کوشش کسي قدر فرانس کو بهي کرني پڑي' غرضکه اس جنگ کي وجه سے ایک عالمگیر مالي بے اطمیناني اور اقتصادي تنگي ملک میں پهیل گئي - یه جنگ اپنے ساتهه نا متناهي مصائب لائي اور سب سے ادنی تخمینه ان جانوں کا جو اس کي قربانگاه پر چڑهائي گئیں' سات لاکهه پچاس هزار هے ! !

نه صرف برطانیه بلکه تمام یورپ کے لیے نهایت ضروري هے که ترکوں کو بلا خوف و خطر نهایت کامیابي کے ساتهه مذکوره بالا مقاصد کے حصول کے واسطے کام کرنیکي مهلت دیدي جاے - ترکي اگر خطره میں پڑ جاے تو اسکے یه معني هیں که تمام یورپ کا امن خطره میں پڑ جاے گا -

چوس Chios اور میٹي لین Mitylene ان دونوں ' اور انکے علاوه اُن جزیروں پر جن سے درِ دانیال پر زد آسکتي هے ' قبضه کرلینا سلطنت عثمانیه کے لیے نهایت اهم هے - ترکي کا ان جزیروں پر قبضه نه رکهنا ویسا هي هے ' جیسا که برطانیه کا جزیرا سکیلي Scilly اور ویگٹ Wight سے دست بردار هو کر جرمني کے حواله کر دینا - ان جزیروں کا جو ترکوں کے ایشیائی مقبوضات کے تحفظ کے

مراسلات

لیے ضروري هیں ' یونان کے طرف سے شد و مد کے ساتھہ مطالبہ کرنا ' هر ایک صحیح العقل انسان کو یقین دلانے کے لیے کافي هے که اسمیں کوئي اور غرض بعید اسکے پیش نظر هے ' اور یه غرض ایسي هے که وہ کسي طرح اس توازن کو قائم رکھنے میں ممد نہیں هوسکتي ' جو هر یوروپین سیاست داں کے دماغ میں موجود هے - اور نیز یه کسي طرح اس امن کو واپس نہیں لاسکتا جسکے لیے سر اڈورڈ گرے کي زیر هدایت یه کام کر رهے هیں -

قارئین اب خیال کرسکتے هیں که یونان ان جزائر کا کیا مصرف لیگا ؟ اور پھر وہ کسطرح ترکوں کے ایک دائمي خطرہ کا باعث هونگے ؟

هم سب اس حوصله سے بے خبر نہیں هیں ' جو یونانیوں کو قسطنطنیه کے متعلق هے -

اس کي تشریح کے لیے میں صرف اتنا کہنا کافي سمجھتا هوں که ابھي گذشته شب کو ایک انگریز نے ایک خط یونان سے پایا هے جسمیں بیان کیا گیا هے که وهاں ایک تیسري لڑائي اور قسطنطنیه پر حمله کرنیکا چرچا چھڑا هوا هے - شاہ یونان کا حوصله صرف اتني سي بات سے نه مٹیگا که اسے بلغاریا کا سزا دهنده کہا جائے - اسنے قسطنطین دوازدهم کا خطاب اختیار کیا هے ' تا اپنے آپ کو اس قسطنطین کا خلیفۂ بلا فصل ظاهر کرے جس نے بازنطیني Byzantine سلطنت کو اپنے هاتھہ سے کھویا تھا - جب هم اس بیجا حوصله کو سمجھتے هیں اور اس امر کو بھي بخوبي جانتے هیں که اسمیں کیا کیا خطرات یورپ کے امن عام کے لیے پوشیدہ هیں ؟ تو همیں یقین هو جاتا هے که بڑي طاقتیں ایک منٹ کے لیے بھي نه تو یونان کے مطالبات کا ساتھہ دینگي اور نه اسکے مخفي کید و مکر کو نظر استحسان سے دیکھیں گي -

یونان ان جزیروں سے جو کام لیگا ' هم نہایت صفائي کے ساتھہ دیکھہ رهے هیں - اس کے پاس وہ جزیرے سیاسي مفسدہ پردازیوں کا سرچشمه هوجائینگے اور تمام قسم کي ممنوعات قانوني کے ایشیائي ممالک عثمانیه میں جانیکا ذریعه بن جایگا - یه حالت نہایت هي نا قابل برداشت هوگي - اسکا انجام جنگ اور هلاکت کے سوا اور کچھہ نہیں هوسکتا -

---

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

عید کی خوشی

از جناب سید غوث محي الدین صاحب منیجر ایجوکیشنل پبلیشنگ هاؤس ریاست میسور -

همارے هاں هر سال بہت سي عیدیں آتي هیں ' ان موقعوں پر هم کیا کرتے هیں ؟ نئے کپڑے پہنتے هیں ' لذیذ کھانے کھاتے اور کھلاتے هیں اور پھر خوشیاں منانے لگتے هیں -

مہذب ممالک کے لوگ بھي یه سب کچھہ کرتے هیں مگر وہ چند اور سبق آموز کام بھي کرتے هیں جو هم نہیں کرتے - ان ممالک کے ارباب فکر نے سونچا که عید کے دن خوشي منانے کے ذریعے ایسے ایجاد کیے جائیں جن سے ظاهري اور باطني ' دونوں مسرتیں حاصل هوسکیں ' ان لوگوں نے اس سوال کو بڑي عمدگي کے ساتھہ حل کرلیا - عید کے دن ایک دوست دوسرے دوست کو " عید کارڈ " روانه کرتا هے جس سے ظاهري خوشي بھي حاصل هوتي هے اور اسکے مضامین سے فائدہ بھي پہنچتا هے - اس سے بھي بڑھکر یه که اس موقع پر کتابیں دوستوں کو بطور تحفه بھیجنے هیں جو خاص طور پر مہیا کي جاتي هیں - آجکل هندوستان میں بھي مہذب ممالک کے لوگوں کي طرح عید کارڈ رائج هوگیا هے لیکن افسوس که اس سے بجز نمایش و تفریح کے اور کوئي فائدہ نہیں - اس سے کاتب اور مکتوب الیه کو کیا خوشي میسر آتي هوگي ! میرے دوستو ! خوشي تو وهي سچي اور اصلي هے جبکه هم بحیثیت ایک مسلمان هونے کے عید کے کل احکام بھي باقاعدہ ادا کریں ' اس دن اپنے ارادوں اور همتوں کو مستقل اور وسیع کریں ' اپني اور اپني قوم کي سچي ترقي کے وسایل پر غور کریں ' اور کوئي تدبیر اپني بگڑي کے بنانے کي نکالیں ' صرف کارڈوں کي بھر مار سے یه ساري باتیں حاصل نہیں هو جاتیں -

دیکھتے هو که کرسمس میں کئي لاکھہ کتابیں چھپتي هیں ' بچوں کیلیے چھپتي هیں ' لڑکوں کیلیے چھپتي هیں ' لڑکیوں کیلیے چھپتي هیں - اور عام مذاق کے لوگوں کیلیے چھپتي هیں - اور پھر ایسي چھپتي هیں ؟ که حقیقةً تحفه میں دیجا سکیں - قیمتي کاغذ پر خوشنما حروف ایسے معلوم هوتے هیں ' گویا موتي جڑ دیے هیں - سنہري کنارے کتاب کو سچ مچ سونے کي اینٹ بنا دیتے هیں - ان تمام خوبیوں پر جلد کي دل فریبي مستزاد هوتي هے - ایک ایک شخص درجنوں کتابیں خریدتا هے ' اپنے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو دیتا هے - یہي کتابیں هیں جو ان لوگوں میں اعلی خوشي پیدا کرکے انکو مستقل مزاج ' اولو العزم اور همدرد قوم بنا دیتي هیں !

ایک عرصه سے هم دیکھتے هیں که عید کے دن هماري خوشیوں کا پیمانه صرف ایک عید کارڈ کے ملنے هي سے چھلکنے لگتا هے - هم اب تک عید کي اصلي خوشیوں سے محروم هیں - ریاست

(ميسور) سارے هندوستان ميں " ماڈل اسٹيٹ " مشهور هے - مجهکو نهايت خوشي هوئي جب ميں نے ديکها که يهاں کے زنده دل اهل اسلام نے گذشته عيد الفطر کے موقع پر عيد کارڈوں کے علاوه سبق آموز و دلچسپ کتابيں بهي دوستوں کو بطور تحفه بهيجيں اور اس طرح ايک عمده رسم کي بنياد ڈالي -

هندوستان ميں (ٹائمز آف انڈيا) کرسمس کے موقع پر اس قسم کے متعدد تحائف تيار کرتا هے اور اس اخبار کا کرسمس نمبر بهي بڑي آن بان سے شائع هوتا هے - اردو ميں ٹائمز آف انڈيا کے مقابله ميں اگر کوئي جرنل پيش کيا جا سکتا هے تو وه صرف (الهلال) هي هے ' اور هماري خوش قسمتي سے اس کے فاضل ايڈيٹر کے کلام ميں وه تاثير اور شيريني هے که کيا بچے کيا بڑے ' سبهي مزے لے لے کر پڑهتے هيں - اگر دفتر الهلال سے عيد کے موقعوں پر عيد اور خاص اسي وقت تحفه ميں ديے جانے کے قابل کتابيں طبع هونے کا انتظام هو ' تو کل اهل اسلام کو بے حد فائده پهنچ سکتا هے -

اميد هے که فاضل ايڈيٹر الهلال اور ديگر خير خواهان قوم اس ضروري التماس پر خاص توجه مبذول فرما کے اس رسم کي اجراء کے متعلق اپني اپني آراء ظاهر فرمائيں گے - کم از کم اتنا تو هو که الهلال کا ايک خاص عيد نمبر مرتب هوکر شائع هو - اگر ابکے اس کا انتظام کيا جاے تو چار هزار کاپيوں کا ميں اسي وقت آرڈر بهيجتا هوں -

الهلال :

آپکي تجويز اور برادران ميسور کي عملي تحريک نهايت مبارک هے - ليس العيد لمن لبس الجديد ' انما العيد لمن خاف يوم الوعيد ! افسوس که آپنے دير ميں اطلاع دي - اسليے اس عيد کے موقع پر تو تعميل سے مجبور هوں - البته بشرط زندگي آينده انتظام کيا جائگا -

---

اعانۂ مسجد کانپور کا ايک مصرف

از جناب مولانا نجم الدين احمد صاحب - ريٹائرڈ ڈپٹي کلکٹر - کلکته

مولانا ! السلام عليکم - آپ مجهے اجازت ديں که آپکے بيش بها رسالے کے ذريعه سرمايۂ مسجد کانپور کي ايک عمده صورت مصرف پيش کروں اور آپ از راه نوازش اپني راے سے بهي مطلع فرمائيں - يه کهنے کي ضرورت نهيں که کانپور کي مسجد کے معامله ميں جو آواز اٹهي ' وه بهت کچهه آپکے ذات بابرکات کي مساعي کا نتيجه تهي اور اس ايجي ٹيشن ميں الهلال کي خدمت ياد گار رهيگي - هندوستان کے ليے آپ کي ذات غنيمت هے اور قوم کي مذهبي تعليم کے ليے الهلال - يه تحريک اگر الهلال کے ذريعه مقبول طبع عام هو تو قوم کو کيا عذر هوگا -

ميں يه تجويز پيش کرتا هوں که اس سرمايه کا ايک حصه جنوبي افريقه کے مصيبت زده مسلمان بهائيوں کي امداد کے ليے ديا جائے جو اپنے ملک اور مذهب کي عزت کے ليے جيل خانه جا رهے هيں اور هر طرحکي تکاليف برداشت کر رهے هيں - جناب کو معلوم هے که عدالت جنوبي افريقه نے حکومت کے اشاره سے مسلمانوں کے تعداد از دواج کے قانون کو جايز نهيں قرار ديا ' يعني ' ايک سے زايد بي بي نا جايز هوگي اور انکے بچے ناجائز مانے جائينگے - ايسي عورت کو اپنے شوهر کے ساتهه رهنے کا بهي حکم نهيں - يه صريحاً همارے مذهب کي توهين عظيم هے اور همارا فرض هے که هم اپنے مذهب کي حفاظت کے ليے هر طرح کي کوشش کريں اور جس طريقه سے جهاں تک هوسکے ' اسميں مدد کريں - برٹش حکومت کي انصاف پسندي ضرب المثل هے - اگر ٹرانسوال کي عدالت سے کوئي زيادتي هوگئي تو اسکے خلاف کارروائي کرنا برٹش گورنمنٹ کے انصاف کو بر قرار رکهنا هے - همارے هندي بهائي اپنے ملک اور مذهب کي آبرو رکهنے کے ليے ايسا ايثار نفس کر رهے هيں ؟ پهر کيا همارا فرض نهيں که هم دامے ' درمے ' انکے کام آئيں ؟ يه ايک ايسي تحريک هے که هندو مسلمانوں کے رشته اتحاد کو اور زياده مستحکم کر ديگي -

---

مجلس دفاع مطابع و جرائد هند

به تقريب ضمانت الهلال

(٢)

	پائي	آنه	روپيه
ايک فياض و غيور فرد ملت بذريعه جناب حاجي مصلح الدين صاحب کلکته	-	-	١٠٠
ايم - ايچ - ايس - مال رنگون	-	۴	٥
بذريعه جناب لطف الدين صاحب دهارا وار بمبئي - بعد وضع مني آڈر فيس	-	٨	۴٦
جناب ايس محمد بخش صاحب	-	-	۴٥
جناب منشي رفيع الدين صاحب	-	-	٥
جناب غفور خان صاحب	-	-	٥
جناب عبد الوهاب صاحب	-	-	٢
جناب حافظ مهتاب صاحب	-	-	٢
جناب لطيف الدين صاحب	-	-	٥
جناب جمعدار داؤد صاحب	-	-	١
جناب عبد الرزاق صاحب	-	٨	-
جناب شهاب الدين احمد صاحب	-	٨	-
جناب محمد احمد صاحب هاشمي	-	٨	-
جناب محمد يوسف صاحب	-	٨	-
جناب محمد اسمعيل سيٹ صاحب سمبوداس اسٹريٹ مدراس	-	-	٥
جناب رئيس احمد صاحب لاهر پور - سيتا پور	-	-	١٠
ايس - ايم - اے - جليل چوک مسجد - آره	-	-	٥
جناب حافظ عبد الوهاب صاحب کوه ندا پولي - اعظم گڈه	-	-	٥
جناب محمد الدين صاحب سائنس ماسٹر هوشيار پور	-	-	٢
جناب خدا درست صاحب هوشيار پور	-	-	٢
ايک بندهٔ خدا " "	-	-	١
جناب سيد احمد حسين صاحب گيا	-	-	۴
جناب عبد الحي خان صاحب حيدر آباد - دکن	-	-	١
جناب کبير احمد صاحب بهاگلپور	-	-	٣
جناب محمد بيگ صاحب اورنگ آباد	-	-	٥
جناب مسعود احمد صاحب لاهر پور سيتاپور	-	-	٥
ايک بزرگ شاهجهانپور	-	-	٢
جناب محمد ابراهيم دارجلنگ	-	-	١
جناب مولوي عبد السلام ندوي لکهنو	-	٨	-
" جناب اکرام الله خانصاحب ندوي "	-	٨	-
" جناب محمد سعيد خانصاحب ندوي "	-	٨	-
جناب دين محمد ماسٹر دار العلوم ندوه	-	۴	-
" جناب فضل الرحمن مدرس "	-	۴	-
" جناب اشفاق حسين صاحب ندوي "	-	۴	-
" جناب محمد سعيد - متعلم ندوه "	-	٢	-
جناب خواجه سيد منظور احمد صاحب آره	-	-	١